جلد ۳ فروری ۱۹۶۲ء شمارہ ۲

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

# ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ: پانچ روپے قیمت فی پرچہ: آٹھ آنے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

# ماہنا انصار اللہ ربوہ

فروری سنہ ۱۹۶۲ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- پانچ روپے ٭ فی پرچہ:- پچاس پیسے

# فہرست مضامین



طابع و ناشر:- محمدؐ ابراہیم ؛ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی - ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۳ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۲

(۱۵ فروری ۱۹۶۲ء)

# ایک انقلاب آفرین عظیم الشان آسمانی نشان

## ہماری ذمّہ داریاں اور اُن کی نوعیّت

۲۰ فروری کی تاریخ بہت ہی مقدس و مبارک اور یادگار تاریخ ہے کیونکہ آج سے ۷۶ سال قبل عین اسی تاریخ (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) کو حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متضرعانہ دعاؤں کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انقلاب آفرین عظیم الشان آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ وہ عظیم الشان نشانِ آسمانی ــــ جو اسلام اور ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن مجید کی حقانیت و عظمت کو آشکار کرنے کا موجب اور خود حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے پر ایک زبردست بُرہان کی حیثیت رکھتا ہے ــــ یہ تھا کہ ہوشیارپور کے مقام پر خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرکے اپنے الہامِ خاص کے ذریعہ ایک اولوالعزم فرزند کے پیدا ہونے اور اُس کی کوششوں سے دُنیا میں ایک زبردست روحانی انقلاب رونما ہونے کی نہایت مہتم بالشان بشارت دی اور فرمایا:۔

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت

کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفّر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ ..... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزندِ دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق و العلاء کانّ اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً۔"

(اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء)

یہ عظیم الشان پیشگوئی جیسا کہ اس کے الہامی الفاظ سے ظاہر ہے محض ایک فرزند کی بشارت پر ہی مشتمل نہ تھی بلکہ یہ دنیا میں رونما ہونے والے ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کی پیشگوئی تھی۔ اسلام کو دنیا میں سربلند کرنے اور اسے روئے زمین پر غالب کر دکھانے والے انقلاب کی پیشگوئی تھی۔ ساری دنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش اور خدائے واحد کا حقیقی پرستار بنانے والے انقلاب کی پیشگوئی تھی۔ تمام بنی نوعِ انسان کو محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لانے اور انہیں آپ کا والہ و شیدا بنانے والے انقلاب کی پیشگوئی تھی۔ الغرض یہ روئے زمین پر آسمانی بادشاہت کے قیام اور اُس کے استحکام و دوام کی ضمانت دینے والے انقلاب کی پیشگوئی تھی اور اسمیں بتایا گیا تھا کہ یہ عظیم الشان انقلاب اسی مسیحی نفس اور اولوالعزم فرزند موعود کے ذریعہ رونما ہوگا اور اس شان سے رونما ہوگا کہ دنیا ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہے گی۔ یہ اسی فرزند موعود کے ذریعے ہوگا اور ہو کر رہے گا کہ وہی اسلام جو انتہائی نکبت کی حالت میں ہے پھر سربلند ہوگا اور اس شان سے سربلند ہوگا کہ زمین کے کناروں تک اُس کا پیغام پہنچے گا اور وہی قومیں جو اسلام کو اپنا شکار سمجھتی ہیں اور صفحۂ ہستی سے اُس کو نابود کرنے پر تُلی ہوئی ہیں خود اُس کا شکار ہوں گی۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن مجید کی حقانیت اُن پر آشکار ہوگی اور یہ لازوال دولت وہ اسی فرزند موعود کے طفیل پاکر اس سے برکت حاصل کریں گی اور اس کے ساتھ محبت و عقیدت کا گہرا رشتہ استوار کر کے اس کے مصلح موعود ہونے کی گواہی دیں گی۔

---

آج یہ محیّر العقول انقلاب ہم اپنی آنکھوں سے رونما ہوتے دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ یہ انقلاب اُسی فرزند موعود کے ذریعہ رونما ہو رہا ہے جس کے عالم وجود میں آنے کی بشارت خدا نے آج سے ۷۶ سال قبل دی تھی۔ دنیا نے دیکھا کہ حسب وعدۂ الٰہی وہ فرزند موعود پیدا ہوا اور پیشگوئی کی نَو سالہ میعاد کے اندر (۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو) پیدا ہوا۔ اسے خدا نے عمر سے نوازا ہے اور پیشگوئی میں بیان کردہ وعدہ کے مطابق نوازا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود اور جہاد کبیر میں برابر مصروف ہے۔ خدا نے اسے شکوہ اور عظمت اور دولت عطا کی ہے اور وہ پیشگوئی کے عین مطابق صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہے (اللّٰھم زد فزد) مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں زمین کے کناروں تک اُسی کے جاری کردہ پروگرام اور نظام کے تحت اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت آشکار اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو رہا ہے۔ قومیں اُس سے برکت پاپا کر اسیری سے رہائی پا رہی ہیں اور اُس کا نام زمین کے کناروں تک اس درجہ مشہور و معروف ہو چکا ہے کہ اغیار بھی اس کے ان انقلاب انگیز کارناموں پر اُس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور وہ سابق اسیر جنہیں اُس کے طفیل رستگاری نصیب ہوئی ہے اُس کی صحت و عافیت اور سلامتی کے لئے دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اللہ تعالیٰ کے حضور دن اور رات دعائیں کر رہے ہیں اور اس طرح دنیا پر آشکار کر رہے ہیں کہ وہ مسیح پاک علیہ السلام کے اس اولوالعزم فرزند کے ساتھ محبت و عشق کے کبھی نہ منقطع ہونے والے رشتہ میں منسلک ہیں۔ اور بلاشبہ یہ سب کچھ اسی انقلاب انگیز پیشگوئی کے عین مطابق ظہور میں آ رہا ہے جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آج سے ۷۶ سال قبل ۲۰ فروری کو شائع فرمائی تھی اور اسے ایک زبردست آسمانی نشان قرار دیا تھا۔

یہ انقلاب جو اِس انقلاب آفرین پیشگوئی کے مطابق رونما ہو رہا ہے اس قدر عظیم الشان ہے کہ اپنے ہی نہیں بلکہ اغیار تک اِس کے معترف ہیں اور وہ حیران ہیں کہ یکایک ہوا کا رُخ کیسے بدل گیا۔ خود یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک میں وسیع پیمانے پر اسلام کی تبلیغ، نومسلم جماعتوں کا قیام، مساجد کی تعمیر، مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت، دنیا کے دُور و دراز علاقوں سے اسلامی اخبارات اور رسائل و جرائد کا اجراء اور غیر ممالک میں وسیع پیمانے پر اسلامی مدارس، سکولوں اور کالجوں کا قیام ـــــ یہ وہ مُنہ بولتے اور زندہ حقائق ہیں جنہوں نے اپنوں اور بیگانوں سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ وہ کیوں نہ حیران ہوں جبکہ آج سے ۷۶ سال قبل اِن باتوں کو تصوّر میں لانا بھی ممکن نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے مسیحی اخبارات اسلام کے حق میں رونما ہونے والے اِس عظیم الشان انقلاب پر بڑی کثرت سے حیرت کا اظہار کر رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں کہ وہ بات جو آج سے کچھ عرصہ قبل تک بالکل ناممکن نظر آتی تھی کیسے ممکن ہوگئی؟ وہ اِسے نوعِ انسان کی رُوحانی تاریخ کا ایک عجیب و غریب واقعہ اور زبردست نشان قرار دینے پر مجبور ہیں۔ ذیل میں ہم سوئٹزرلینڈ کے مشہور روزنامے Berner Tagblatt کا ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔ یہ اخبار اپنی ۱۱ رجون ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں جماعتِ احمدیہ کی مختصر تاریخ کا ذکر کرتے نیز سیّدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے اور آپ ہی کے ذریعہ تبلیغِ اسلام کی عالمگیر مہم کے آغاز اور اس کی تفصیلات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"اس دَوران میں یہ جماعت دنیا کے اَور بہت سے حصّوں میں بھی پھیل گئی ہے۔ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے لندن، ہمبورگ، فرانکفورٹ، میڈرڈ، زیورک اور سٹاک ہالم میں اب اِس جماعت کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں۔ امریکہ کے شہروں میں سے واشنگٹن، لاس انجیلیز، نیویارک، پٹسبرگ، اور شکاگو میں بھی اس کی شاخیں موجود ہیں۔ اِس سے آگے گرینیڈا، ٹرینیڈاڈ اور ڈچ گی آنا میں بھی یہ لوگ مصروفِ کار ہیں۔ افریقی ممالک میں سے سیرالیون، گھانا، نائیجیریا، لائبیریا، اور مشرقی افریقہ میں بھی ان کی خاصی جمعیت ہے۔ مشرقِ وسطیٰ اور ایشیا میں سے مسقط، دمشق، بیروت ماریشس، برطانوی شمالی بورنیو، کولمبو، رنگون، سنگاپور، اور انڈونیشیا میں ان کے تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں۔

دوسری عالمگیر جنگ سے قبل ہی قرآن کا دنیا کی سات مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ اب تک ڈچ، جرمن اور انگریزی میں پورے قرآن مجید کے تراجم عربی متن کے ساتھ شائع ہوچکے ہیں۔ اِسی طرح عنقریب روسی ترجمہ بھی منظرِ عام پر آنے والا ہے۔

اِس جماعت کا نصب العین بہت بلند ہے یعنی یہ کہ رُوئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوعِ انسان

کو ایک ہی مذہب کا پابند بنا کر انہیں باہم متحد کر دیا جائے۔ وہ مذہب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہے۔ اِس کے ذریعہ یہ لوگ پوری انسانیت کو اسلامی اخوت کے رشتے میں منسلک کر کے دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اِنہیں توقع ہے کہ بالآخر تمام بنی نوعِ انسان اسلام کی آغوش میں آکر مسلمان ہو جائیں گے۔

**یہ جماعت خود اور اِس کا اپنے مولد و مسکن سے نکل کر پوری دنیا پر اس قدر مضبوطی سے پھیل جانا نوعِ انسان کی روحانی تاریخ کے عجیب و غریب واقعات میں سے ایک عجیب و غریب واقعہ اور نشان ہے۔"**

سوئٹزرلینڈ کے اِس مشہور روزنامے کا یہ اقتباس جو ہم نے یورپی اور امریکی اخبارات میں شائع ہونے والے ایسے بے شمار ادارتی نوٹوں اور مقالوں میں سے بطور نمونہ درج کیا ہے اِس حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے کافی ہے کہ اغیار کے نزدیک بھی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی مذکورہ بالا انقلاب آفرین پیشگوئی کے عین مطابق رفتہ رفتہ یہ دنیا ایک زبردست روحانی انقلاب کی لپیٹ میں آتی جا رہی ہے اور خود اُن کے اپنے اعتراف کے بموجب یہ انقلاب اِس پیشگوئی کے اصل اور حقیقی مصداق امام جماعتِ احمدیہ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے وجود کی برکت اور حیران کن مساعی کے نتیجے میں رونما ہو رہا ہے۔ یہ خاموش انقلاب اپنی وسعت اور گہرائی کے اعتبار سے آجکل مغرب کے اہلِ علم اور اہلِ فکر حضرات کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اور دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے وہ فرزندِ موعود اور پیشگوئی مصلحِ موعود کے اصل اور حقیقی مصداق ہیں۔

---

غلبۂ اسلام کی راہ ہموار کرنے والا یہ عظیم الشان انقلاب جہاں ہمارے لئے بجا طور پر بے انتہا خوشی و مسرت اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہے وہاں ہمیں زبانِ حال سے یہ باور کرا رہا ہے کہ اِس انقلاب کی وسعت اور گہرائی میں روز افزوں اضافے کے ساتھ ساتھ اسی نسبت سے ہماری ذمہ داری میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ ذمہ داری یہی ہے کہ ہم حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی قربانیوں کے معیار کو اِس انقلاب کی وسعت اور گہرائی کے مطابق برابر بڑھاتے چلے جائیں تا یہ انقلاب جلد پوری دنیا پر محیط ہو کر اسے **محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالے اور وہ غرض بہ تمام و کمال پوری ہو جائے جس کے خاطر اللہ تعالیٰ نے اِس آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے خدائی وعدوں کے عین مطابق دنیا کو ایک عظیم روحانی انقلاب سے

ہمکنار کرنے کے لئے گزشتہ ۴۸ سال کے عرصہ میں جماعت کی ایک خاص نہج پر تربیت فرمائی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس نہج پر پورا اُترنے کی کوشش کریں اور کرتے چلے جائیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خدمتِ اسلام کے لئے ہماری قربانیاں اور ہماری مساعی دنیا کی نگاہ میں حیران کن ہونے کے باوجود ابھی اُس نہج اور معیار پر نہیں پہنچی ہیں جس نہج اور معیار پر حضور ہمیں پہنچا کر دنیا کی کایا پلٹنے اور اسے دیوانہ وار اسلام کی عافیت بخش آغوش میں لانے کے متمنی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود میں بیان کردہ وعدوں کے عین مطابق حضور ایدہ اللہ کی آسمانی قیادت اور اس کی عظیم الشان برکت کے طفیل ہماری حقیر کوششوں اور قربانیوں کے ایسے عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے ہیں کہ جو اہلِ دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے کا موجب بنے ہوئے ہیں اور وہ اپنی حیرت اور اپنے استعجاب کا برملا اظہار بھی کر رہے ہیں لیکن ہماری منزل ابھی دور ہی نہیں بلکہ بہت دور ہے۔ خدائی مشیت اور اُس کے اراشے نہیں چاہتے کہ ہم روحانی انقلاب کی موجودہ رفتار پر اکتفا کرنے کی طرف ذرہ بھر بھی مائل ہوں۔ خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہر نوع اور ہر طور، ہر جہت اور ہر لحاظ سے کامل انقلاب کے سوا ہم کسی اور بات پر راضی نہ ہوں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اُس نہج اور معیار کو پوری طرح سمجھنے والے بنیں جس نہج اور معیار پر حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود ہماری تربیت فرماتے چلے آرہے ہیں۔

وہ نہج اور معیار کیا ہے؟ سو اگر حضور ایدہ اللہ کے اڑتالیس سالہ خطبات، تقاریر اور کتب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ نہج اور وہ معیارِ عمل و کردار کے تین عظیم الشان پہلوؤں پر مشتمل نظر آتا ہے۔ **اوّل حقوق اللہ** اور حقوق العباد کی کامل ادائیگی کو اپنا شعار بناتے ہوئے اپنی زندگیوں میں اسلامی اخلاق کا کامل نمونہ پیش کرنا۔ **دوم** جماعتی نظام کے تحت انفاق فی سبیل اللہ کے اسلامی احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں صحابہؓ کے نمونہ کو اپنے عمل سے زندہ کر دکھانا۔ **سوم** اسلام کو دنیا میں سربلند کرنا اور اس کو غالب کر دکھانے کے لئے بے دریغ اپنی زندگیاں وقف کرنا۔ عمل و کردار کے یہ تین عظیم الشان پہلو وہ محور ہیں جس پر ہماری ساری جدوجہد چکر لگاتی ہے اور ہم اُن اہم ذمہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برا ہونے کے قابل بنتے ہیں جو مصلح موعود کے سچے اور حقیقی پیرو ہونے کے لحاظ سے ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے ان تینوں پہلوؤں کو گزشتہ ۴۸ سال کے دوران مختلف طریقوں اور اسلوب سے بار بار ہمارے ذہن نشین کرایا ہے اور ان پر بدل و جان عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔

عمل و کردار کے اِن تین پہلوؤں کے لحاظ سے حضور ایدہ اللہ ہمیں بہت بلند معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ہم قربانیوں اور جدوجہد کے باوجود ابھی اُس معیار تک نہیں پہنچے ہیں۔ حضور چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص **حقوق اللہ اور حقوق العباد** کے تعلق میں اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور اسلام کے کھوئے ہوئے متاع کو پھر واپس لائے اور پھر وہی اخلاق محمد رسول اللہ کے غلاموں میں دنیا دیکھے جنہیں دیکھ کر انسان کو خدا تعالیٰ نظر آجاتا ہے (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

انفاق فی سبیل اللہ کے تعلق میں حضور فرماتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بے شک چندے دیتی ہے لیکن صحابہؓ والا انفاق اور تھا وہ تو کوشش کر کے اپنے اُوپر غربت لاتے تھے۔ جب تک دین کی خاطر اس رنگ میں اپنے اموال قربان نہ کئے جائیں اُس وقت تک ترقی ممکن نہیں ہُوا کرتی۔ انفاق طبعی تقاضہ کے ماتحت ہونا چاہیئے یعنی کسی دوسرے کو کہنے یا توجہ دلانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اور انسان طبعی تقاضہ کے ماتحت دین کی راہ میں ہر بار پہلے سے بڑھ چڑھ کر اپنا مال خود بخود خرچ کرتا چلا جائے (تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۴۸۱) ـــــ اسی طرح جہاں تک دین کی راہ میں زندگیاں وقف کرنے کا تعلق ہے۔ حضور ایدہ اللہ ہم کو اُس معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں جو حضرت ابراہیم، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام نے عرب کے ویرانے کو آباد کرنے اور وہاں دین کی منادی کرنے کے سلسلہ میں قائم فرمایا تھا۔ حضور کا منشاء یہ ہے کہ جہاں احمدی نوجوان خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر کے دنیا کے آباد علاقوں میں مبشرین اسلام کے طور پر کام کریں وہاں بعض احمدی اپنی اولادوں کو اس رنگ میں بھی وقف کریں کہ ان کو دُنیا کے غیر آباد، بنجر اور ریگستانی علاقوں میں ابھی سے آباد کر دیں تاکہ جب وہ علاقے آباد ہوں تو وہاں دین کی منادی کرنے والے پہلے سے موجود ہوں۔ اور اس طرح دنیا کے آباد حصے بھی اور غیر آباد حصے بھی اللہ تعالیٰ کی تحمید و تمجید سے گونج اٹھیں (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم ص ۳۸۵)

---

ظاہر ہے اسلامی اخلاق کو اپنانے، خدا کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے اور خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے کے تعلق میں حضور ایدہ اللہ نے ہمارے سامنے جو بلند معیار پیش فرمایا ہے اُس پر پُورا اترنے کے لئے ہم کو ابھی بہت زیادہ عزم و ہمّت اور تعہد سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اِس معیار پر پہنچے بغیر ہم اُن اہم ذمّہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برا نہیں ہوسکتے جو مصلح موعود کے پیرو ہونے کی حیثیت سے غلبۂ اسلام کی آسمانی جدّوجہد میں حصّہ دار بننے کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے تعلق میں ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم جہاں ۲۰ فروری کو آج سے ۱۷ سال قبل ایک انقلاب آفریں عظیم الشان آسمانی نشان ظاہر ہونے پر خوشی منائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجداتِ شکر بجا لائیں وہاں اُن اہم ذمّہ داریوں سے بھی عہدہ برا ہونے کی پوری کوشش کریں جو مصلح موعود کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کے باعث غلبۂ اسلام کے ضمن میں ہم پر عائد ہوتے ہیں اور وہ فرائض کما حقہٗ ادا ہو نہیں سکتے جب تک ہم عمل و کردار کے اُن تین عظیم الشان پہلوؤں پر جن کی حضور ایدہ اللہ نے نشاندہی فرمائی ہے پورے نہ اُتریں اگر آج ہم اپنی قربانیوں کو اِس بلند معیار تک پہنچا دیں تو یقیناً دیکھتے ہی دیکھتے دُنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے اور یہ روحانی انقلاب جو آج حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی برکت سے دنیا کے مختلف گوشوں میں رونما ہو رہا ہے اپنے کمال کو پہنچ کر ہماری زندگیوں میں ہی ساری دُنیا کو اسلام کی آغوش میں لانے کا موجب بن سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پیشگوئی مصلح موعود کے انقلاب آفریں عظیم الشان آسمانی نشان کی عظمت کو پورے

طور پر سمجھنے اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے رُوحانی انقلاب کی روز افزوں وسعت و گہرائی کے مطابق اپنی اہم اور عظیم ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں عمل و کردار کے مذکورہ بالا تین پہلوؤں کے اُس بلند معیار پر پُورا اُترنے کی ہمت اور طاقت بخشے جس کی نشاندہی سیّدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے فرمائی ہے۔ آمین اللّٰھمّ آمین ؁

# "مُصلح موعُود کا نام محمُود ہوگا"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں :۔

"سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اُس پیدا ہونیوالے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ کے اشتہار پڑے ہوئے ہونگے اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہونگے۔ پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا اور اس کے پیدا ہونے کی مَیں نے اُس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے"

(کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

# روزے تزکیۂ نفس اور تنویرِ قلب کا ایک اہم ذریعہ ہیں

## انسان پر واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے

## نفس پر انسان کی اپنی شفقت اس کے لئے جہنّم ہے اور خدا کی شفقت جنّت

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے ساتھ بے شمار برکات لاتا ہے۔ ان برکات میں سے سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ روزہ دار کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور مکاشفات اور الہام کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیمتی ارشادات درج کرتے ہیں جن میں حضورؑ نے رمضان المبارک کی برکات کا ذکر فرمایا ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہر سچے عاشق کو رمضان المبارک میں روزے رکھ کر اس بابرکت مہینے سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ (ادارہ)

---

"شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینے کو تنویرِ قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلّیٔ قلب ہوتی ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلّیٔ قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔ بے شک روزہ کا اجر عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اِس نعمت سے محروم کر دیتے ہیں۔

عبادات دو قسم کی ہوتی ہیں۔ عباداتِ مالی اور بدنی۔ مالی عبادتیں تو اُس کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو۔ اور جس کے پاس مال نہیں وہ معذور ہے۔ بدنی عبادتیں بھی انسان جوانی میں ہی کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال کے بعد طرح طرح

کے عوارضات لاحق ہو جاتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر نابینائی آجاتی ہے۔ سچ ہے ' پیری وصد عیب چنیں گفتہ اند۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے۔ اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں ؎ موئے سفید از اجل آرد پیام۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ حسبِ استطاعت خدا کے فرض بجا لاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے۔

ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ وہ قادرِ مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ کی عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہے دُعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے ' میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں ' ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخش دے گا۔

اگر خدا چاہتا تو دوسری اُمتوں کی طرح اس اُمت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اُس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔

جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت بھی دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا۔ اُس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اُس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اُس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے رکھ نہیں سکتا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جیسے ہم اہلِ دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ' ویسے ہی خدا کو فریب دے لیں گے۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش لیتے ہیں اور تکلفات کو شامل کر کے ان

مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہے۔ تکلّف کا باب تو بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہیے تو اس کے رُو سے ساری عمر بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے اور روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اُس کی نیّت کو جانتا ہے۔ جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے خدا اسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شے ہے۔ حیلہ جُو آدمی تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔ جب مَیں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا کشف میں ملا اور انہوں نے کہا کہ تُو نے کیوں اپنے نفس کو اتنی مشقت میں ڈالا ہے، تُو باہر نکل۔ اِسی طرح جب انسان خدا کے واسطے اپنے آپکو مشقّت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اُسے کہتا ہے کہ تُو کیوں مشقّت میں پڑا ہے۔ مگر جو تکلّف سے اپنے آپ کو مشقّت سے محروم رکھتے ہیں خدا اُن کو دوسری مشقّت میں ڈال دیتا ہے اور نکالتا نہیں۔ اور دوسرے جو خود مشقّت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اُس کے نفس پر شفقت کرے۔ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اُس کے لئے جہنّم ہے اور خدا کی شفقت جنّت۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصّہ پر غور کرو۔ جو آگ میں خود گرنا چاہتا ہے اُسے تو وہ خدا آگ سے بچاتا ہے اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ یہ اَسلَمْ ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا کی راہ میں آوے اس سے انکار نہ کرے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عظمت کے فکر میں خود لگتے تو وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظتِ الٰہی کا یہی سِرّ ہے۔"

(الحکم ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۹)

---

# محض باتیں سراسر بے فائدہ ہیں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آسکتی جبتک کہ عمل نہ ہو محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔" (ملفوظات)

عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

# فضائلِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

وَاهًا لِّاَصْحَبِ النَّبِيِّ وَجُنْدِهٖ حَفَدُوا اِلَيْهِ بِشِدَّةٍ وَّ رَخَاءٖ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور آپ کے لشکر پر صد آفرین۔ وہ سب دکھ سکھ میں آپ ہی کی طرف جھکے رہتے تھے۔

غَمِسُوْا بِبَرَكَاتِ النَّبِيِّ وَفَيْضِهٖ فِي النُّوْرِ بَعْدَ تَمَزُّقِ الْاَهْوَاءٖ

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں اور فیض سے خواہشات کو فنا کر کے نور ہی نور میں غرق ہو چکے تھے۔

قَامُوْا بِاِقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهٖ حَضَرُوْا جَنَابَ اِمَامِنَا لِفِدَاءٖ

رسول اکرمؐ کے حملہ کے ساتھ میدان میں ڈٹ گئے۔ اور ہمارے امام کے حضور میں قربان ہونے کیلئے حاضر ہو گئے

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِيْ حُبِّهِمْ تَحْتَ السُّيُوْفِ اُرِيْقَ كَالْاَطْلَاءٖ

مردوں کا خون اُن کے محبت میں صادق ہونے کی وجہ سے تلواروں کے نیچے بھیڑوں بکریوں کے بچوں کی طرح بہایا گیا۔

بَلَغَ الْقُلُوْبُ اِلَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً فَتَخَيَّرُوْا لِلّٰهِ كُلَّ عَنَاءٖ

(جنگوں کی) مصیبت کی وجہ سے دل حلق تک پہنچ گئے لیکن اِن فدائیوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تمام تکلیفیں خوشی سے برداشت کیں

قَبِلُوْا لِدِيْنِ اللّٰهِ كُلَّ مُصِيْبَةٍ حَتّٰى رَضُوْا بِمَصَائِبِ الْاِجْلَاءٖ

انہوں نے تمام مصیبتیں دین کی راہ میں قبول کیں۔ یہاں تک کہ جلاوطنی کے مصائب کو بھی خوشی سے برداشت کیا۔

فِيْ وَقْتِ ظُلُمَاتِ الْمَفَاسِدِ نُوِّرُوْا وَجَدُوا السَّنَا فِي اللَّيْلَةِ اللَّيْلَاءٖ

مفاسد کی تاریکی کے وقت یہ لوگ منوّر کئے گئے۔ انہوں نے انتہائی تاریک رات میں نور کو پا لیا۔

(مِنَنُ الرَّحْمٰن)

فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

# ہمارے عقائد

ما مُسلمانیم از فضلِ خُدا
ہم تو خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔

مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے امام و پیشوا ہیں

اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم ماں کے پیٹ سے اسی دین میں پیدا ہوئے

ہم بریں از دارِ دُنیا بگذریم
اور اسی دین پر ہی دنیا سے گزر جائیں گے

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
وہ سچی کتاب جس کا نام قرآن ہے

بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
ہماری شراب معرفت اسی جام کی ہے۔

آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
وہ رسول جس کا نام محمد ہے۔

دامنِ پاکش بدستِ ما مُدام
اس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے

ہست او خیر الرسل خیر الانام
وہ رسولوں میں سے افضل اور تمام مخلوقات میں سے اکمل انسان ہیں

ہر نبوّت را بروشد اختتام
ہر قسم کی نبوّت کی تکمیل آپ پر ہو گئی۔

از ملائک وز خبرہائے معاد
فرشتوں اور قیامت کے حالات کے متعلق

ہر چہ گفت آں مُرسلِ ربُّ العباد
جو کچھ اس ربّ العباد کے پیغمبر نے فرمایا

آں ہمہ از حضرتِ احدیّت است
وہ سب دراصل خدائے واحد کی طرف سے ہی ہے

منکرِ آں مستحقِ لعنت است
اور اس کا منکر لعنت کا مستحق ہے

معجزاتِ انبیائے سابقین
پہلے سب نبیوں کے معجزے

آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں
جن کا ذکر صاف اور واضح طور پر قرآن مجید میں ہے

بر ہمہ از جان و دل ایمانِ ماست
اُن سب پر بدل و جان ہمارا ایمان ہے

ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
جو انکار کرے وہ بدبخت ہے۔

(سراج منیر۔ آخری صفحہ)

# پیشگوئی مصلح موعود کا ظہور

## اور

# احباب جماعت کا اوّلین فرض

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے چھہتر (۷۶) سال پیشتر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار سبز اوراق پر شائع فرمایا جس میں یہ تحریر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ خبر دی ہے کہ وہ آپ کو ایک عظیم الشان لڑکا عطا کرے گا جس کے ذریعہ دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور قرآن مجید کی صداقت دنیا پر ظاہر ہوگی (اس بشارت کے الہامی الفاظ ہم مقالہ افتتاحیہ میں ص۳ اور ص۴ پر پہلے ہی درج کر آئے ہیں) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے مصداق حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں حضور نے ۱۹۴۴ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کے تعلق میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں جو اعلان فرمایا وہ درج ذیل ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

”اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ مجھے بتا دیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہو چکی ہے۔ اور اب دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کر دی ہے۔ اور ان پر یہ امر واضح کر دیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں، کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔ خدا نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ بھلا کس شخص کی طاقت تھی کہ وہ ۱۸۸۶ء میں آج سے پورے اٹھاون سال قبل اپنی طرف سے یہ خبر دے سکتا کہ اسکے ہاں

نو سال کے عرصہ میں ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا، وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا، وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام دنیا میں پھیلائے گا، وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا، اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی قربت اور اس کی رحمت کا وہ ایک زندہ نشان ہوگا۔ یہ خبر دنیا کا کوئی انسان اپنے پاس سے نہیں دے سکتا تھا۔ خدا نے یہ خبر دی اور پھر اُسی خدا نے اِس خبر کو پورا کیا اُس انسان کے ذریعہ جس کے متعلق ڈاکٹر یہ اُمید نہیں رکھتے تھے کہ وہ زندہ رہے گا یا لمبی عمر پائے گا۔

میری صحت بچپن میں ایسی خراب تھی کہ ایک موقع پر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے میرے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہہ دیا کہ اسے سِل ہوگئی ہے، کسی پہاڑی مقام پر اِسے بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے شملہ بھجوا دیا۔ مگر وہاں جاکر میں اُداس ہوگیا اور اِس وجہ سے جلدی ہی واپس آگیا۔ غرض ایسا انسان جس کی صحت کبھی ایک دن بھی اچھی نہیں ہوئی اُس انسان کو خدا نے زندہ رکھا اور اِس لئے زندہ رکھا کہ اُس کے ذریعہ اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرے اور اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ثبوت لوگوں کے سامنے مہیا کرے۔ پھر میں وہ شخص تھا جسے علومِ ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا، مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے اُن مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمۂ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اِس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اِس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگا لے، وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے، عیسائی بادشاہ بھی اور اُن کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اِس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں، پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے اُن کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ، یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اِس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اس

وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔

اے میرے دوستو! میں اپنے لئے کسی عزت کا خواہاں نہیں، نہ جب تک خدا تعالیٰ مجھ پر ظاہر کرے کسی مزید عمر کا اُمیدوار۔ ہاں خدا تعالیٰ کے فضل کا میں امیدوار ہوں اور میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عزت کے قیام میں اور دوبارہ اسلام کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور مسیحیت کے کچلنے میں میرے گزشتہ یا آئندہ کاموں کا انشاء اللہ بہت کچھ حصہ ہوگا۔ اور وہ ایڑیاں جو شیطان کا سر کچلیں گی اور مسیحیت کا خاتمہ کریں گی اُن میں سے ایک ایڑی میری بھی ہوگی انشاء اللہ۔

میں اس موقع پر یہاں آپ لوگوں کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس پیشگوئی کو پورا کر دیا جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی تھی وہاں میں آپ لوگوں کو اُن ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جو آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں۔ آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدق ہیں آپ کا اوّلین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں۔ بے شک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا، بلکہ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا۔ میں تمہیں اُچھلنے اور کودنے سے نہیں روکتا۔ بے شک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اُچھلو اور کودو۔ لیکن میں کہتا ہوں اس خوشی اور اُچھل کود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو۔ جس طرح خدا نے مجھے رؤیا میں دکھایا تھا کہ میں تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی جا رہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ میں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ میں سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس شخص پر جو سستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدم کو پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تاکہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں"۔

غیر مطبوعہ

# آپ بیتی

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرکۃ الآرا تصنیف "آپ بیتی" سینکڑوں ایسے سبق آموز واقعات کا دلکش مجموعہ ہے جو خود آپ پر بیتے یا آپ کی آنکھوں کے سامنے رونما ہوئے۔ آپ نے اِن واقعات کو نہایت ہی دلآویز زبان میں تحریر فرمایا ہے ناممکن ہے کہ اِس کا لفظ لفظ پڑھے بغیر کتاب ہاتھ سے چھوٹ سکے۔ بار بار پڑھنے پر بھی دوبارہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ طرزِ بیان اتنا اچھوتا اور فکر انگیز ہے کہ کیف و سرور کے ساتھ ساتھ فکر و نظر کو نئی وسعتوں سے ہمکنار کئے بغیر نہیں رہتا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب مرحومؓ کی اِس معرکۃ الآراء تصنیف کے دو حصے آپ کی زندگی میں ہی طبع ہو کر بہت قلیل مدت میں ختم ہو گئے تھے۔ اِن ہر دو حصص کی اشاعت کے بعد اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ نے اپنی زندگی کے بعض اور واقعات بھی رقم فرمائے تھے اور وہ آج تک زیورِ طباعت سے آراستہ نہ ہو سکے تھے۔ اُن کا مسودہ محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کی تحویل میں تھا۔ محترم شیخ صاحب موصوف نے اب وہ مسودہ ماہنامہ "انصار اللہ" کو بغرضِ اشاعت عنایت فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم آپ کے شکریہ کے ساتھ "آپ بیتی" کے اِس نہایت بیش قیمت غیر مطبوعہ حصہ کو پہلی بار شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔ یہ واقعات انشاء اللہ قسط وار ماہ بماہ "انصار اللہ" میں شائع ہوتے رہیں گے۔ ذیل میں پہلی قسط ہدیۂ احباب کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

---

## تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

ایک ڈاکٹر صاحب یو۔پی کے ضلع مظفر نگر کے رہنے والے، ذات کے برہمن، پنجاب میں ملازم تھے۔ اُن کی شادی ہوئی تو نرینہ اولاد کی جگہ لڑکیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ پانچ چھ لڑکیاں اُن کے ہاں پیدا ہو گئیں۔ اَدھیڑ عمر میں جا کر کہیں اُن کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ ایک تو آخرت کی نجات لڑکے پر منحصر تھی دوسرے وراثت

بھی لڑکوں کا ہی حق ہے۔ لڑکیاں تو پرایا دھن سمجھی جاتی ہیں۔ لڑکا جب ایک دو سال کا ہوگیا تو میاں بیوی کو خیال آیا کہ اِس کے بعد کہیں پھر لڑکیوں کا سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ چنانچہ ایک حمل کا انتظار کیا۔ بدقسمتی سے اس حمل میں بھی لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ اب اُن کو یہ یقین ہوگیا کہ لڑکا قسمت سے ہوگیا تھا آئندہ پھر لڑکیاں ہی ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ میاں بیوی نے آپس میں صلاح کرکے اور بعض شکایات و تکالیف کا عذر ظاہر کرکے ایک بڑے شفاخانہ میں جاکر رحم (بچہ دانی) نکلوا دیا کہ نہ آوا رہے گا نہ لڑکی پیدا ہوگی۔ خدا کی قدرت جب لڑکا آٹھ برس کا ہوا تو اُسے ٹائیفائڈ بخار ہوگیا اور باوجود پوری انسانی کوششوں اور علاج معالجہ کے فوت ہوگیا۔ بس اب کیا تھا ماں باپ کی زندگی اندھیر ہوگئی۔ نصف درجن کے قریب لڑکیاں ہی لڑکیاں رہ گئیں اور آئندہ کے لئے اولاد سے قطعی نااُمیدی۔ بچارے اپنی بے وقوفی پر روتے تھے۔ دوسرا بیاہ بھی نہ کر سکتے تھے کہ اُن کی برادری اور شریعت میں جائز نہ تھا۔ شاید پنجاب کے آریہ اور آزاد خیال ہوتے تو نکاح ثانی کر بھی لیتے مگر وہ تو یو۔پی کے مہاجن تھے۔ لڑکیاں سب بیاہی گئیں۔ دوسری بیوی کرنے کی اجازت برادری نے نہ دی۔ نہ وہ بیوی مری۔ نہ بعض وجوہات کے سبب سے کوئی لے پالک گود لے سکے۔ غرض ملازمت سے ریٹائر ہوگئے مگر دامنِ آرزو گوہرِ مراد سے نہ بھرا۔ یہ بات تو بالکل ہی فضول ہے کہ لڑکا ہو تو نجاتِ اُخروی مل سکتی ہے۔ اور یہ اُس سے بھی زیادہ فضول ہے کہ کسی کا لڑکا لے کر کوئی شخص اُسے اپنا بیٹا سمجھنے لگے اور اُسے اپنا وارث محسوس کرے۔ صرف ایک عمدہ طریق نکاحِ ثانی کا تھا جو ایسی صورتوں میں لازمی اور ضروری تھا۔ مگر رسم ورواج اور مذہبی رکاوٹیں اس کے راستہ میں حائل تھیں۔ بچارے ناکام و نامراد ہی رہے۔ مذہب بھی وہی اچھا لگتا ہے جو انسان کی سب جائز طبعی اور تمدنی ضروریات کو پورا کرے۔ وہ غریب بھی یہی رونا رویا کرتے تھے۔

---

## چہ داند بوزنہ لذّاتِ ادرک

شاہجہان پور کے رہنے والے ایک ہندوستانی شخص مسیح اللہ خان نامی مرحوم میرے پیر بھائی تھے۔ بڈھے ہوکر اور نوکری چھوڑ کر جب وہ فارغ ہوئے تو کچھ دن کے لئے میرے پاس بطور خانساماں عارضی طور پر آگئے۔ مجھے بھی ان کا بہت لحاظ تھا۔ اُن دنوں میں لاہور میں نیا نیا ملازم ہوا تھا۔ اور میری شادی ابھی نہیں ہوئی تھی اس لئے وہی مختارِ کُل تھے۔ چونکہ ساری عمر انگریزوں کی خانساماں گیری میں گزری تھی اس لئے انگریزی اصطلاحیں کھانوں کے متعلق ہر وقت ان کی زبان پر رہتی تھیں۔ ایک دن حضرت والد صاحب مرحوم میرے پاس لاہور میں تشریف لائے تو دیکھتے ہی مسیح اللہ خان صاحب اُن سے کہنے لگے کہ میر صاحب آج میں آپ کو چھالفرزی اور آملیٹ کھلاؤں گا۔ آج آپ ہمارے مہمان ہیں ذرا ہمارے ہاتھ کا ذائقہ بھی چکھئے۔ والد صاحب فرمانے لگے بہت اچھا۔ خیر، دوپہر کا وقت ہوا تو میں شفاخانہ سے آیا۔ والد صاحب بیٹھے ہی تھے

کہ دستر خوان بچھ گیا۔ اتنے میں ایک میرے طالبِ علمی کے زمانہ کے دوست بھی اتفاقاً آ گئے۔ اُن کو بھی ہم نے دستر خوان پر بٹھا لیا۔ خانساماں صاحب بڑے اہتمام سے کھانا چُننے لگے اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ "یہ جھال فریزی حضرت میر صاحب کے لئے ہے اور یہ آملیٹ انڈوں کا بھی ہماری کاریگری کا نمونہ ہے۔ اُس وقت دیکھ کر ہمیں پتہ لگا کہ جھالفریزی حرف قورمہ کا نام ہے اور آملیٹ انڈوں کی ٹکیہ کو کہتے ہیں۔ جب کھانا شروع ہوا تو مسیح اللہ خان صاحب ہر لُقمہ پر ہم سے ان کھانوں کی تعریف چاہتے تھے اور بار بار داد طلب تھے کہ ہمارے نووارد مہمان نے کہیں کہہ دیا کہ خان صاحب یہ تو عام قورمہ اور معمولی انڈوں کی ٹکیہ ہے یہ جھالفریزی اور آملیٹ کا نام لیکر آپ نے تو ہمیں مرعوب ہی کر رکھا تھا یہ ریمارک سُن کر خانصاحب سے نہ رہا گیا۔ اپنا ہاتھ مہمان کی ٹھوڑی کو لگا کر اور اپنی آنکھیں غصہ سے لال پیلی کر کے بے ساختہ فرمانے لگے "چہ داند بوزنہ لذاتِ ادرک"۔ ان کے مُنہ سے یہ فقرہ نکلنا تھا کہ والد صاحب تو حیران رہ گئے اور مجھ پر گویا گھڑوں پانی پڑ گیا اور مہمان کا یہ حال کہ منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ خانصاحب تو یہ کہہ کر باورچی خانہ میں جا بیٹھے اور مَیں مہمان سے معذرت کرنے لگا۔ مگر لُطف یہ تھا کہ مسیح اللہ خاں صاحب خود اُس مہمان کے اور میرے دونوں کے جلے ادب تھے اور سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ تھا۔

---

# دُعا سے فیض اُٹھانے کا طریق!

---

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دُعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دُعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے۔ اسکو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصوّر کرے اور یقین کرے۔ پھر صبر کیساتھ دُعاؤں میں لگا رہے وہ وقت آجائیگا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی دُعاؤں کو سُن لیگا اور اُسے جواب دیگا۔ جو لوگ اِس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔" (بحرالعرفان ص۹۶ تا ۹۹)

---

# صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے جذبۂ عشق کی ایک جھلک

## ایک مخلص صحابی کا عریضہ اور اس کے جواب میں حضورؑ کا مکتوبِ گرامی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو حضورؑ کے ساتھ جو عشق تھا اور حضورؑ کی قوتِ قدسی کے زیرِ اثر اُن میں رُوحانی ترقی اور خدمتِ دین کی جو تڑپ موجزن تھی اُس کی ایک جھلک حضور علیہ السلام کے ایک مخلص صحابی محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کے اُس عریضہ میں بھی دیکھی جا سکتی ہے جو آپ نے آج سے ۵۲ سال قبل حضورؑ کی خدمت میں کمالِ ادب اور عاجزی و انکساری کے ساتھ تحریر کیا۔ پھر حضور علیہ السلام نے جواباً اُس عریضہ کی پُشت پر ہی اپنے دستِ مبارک سے جو مکتوبِ گرامی رقم فرمایا وہ اپنی جگہ محبّت و شفقت اور دلداری و قبولیت کی ایک ایسی سند ہے کہ اُس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ ذیل میں محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کا عریضہ اور حضور علیہ السلام کے مکتوبِ گرامی کا چربہ حضورؑ کے قلمی تبرک کے طور پر ہدیۂ احباب کیا جاتا ہے۔

### محترم قاضی محمد ظہور الدّین صاحب اکمل کا عریضہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

قادیان — مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۸ء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میرے سیّد و مولیٰ میرے مطاع و آقا!

گنہ گار، سیہ کار، خطا کار (اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ عبارت آرائی کے لحاظ سے نہیں لکھا گیا بل الانسان علیٰ نفسہٖ بصیرۃ) آپ کا غلام، اکمل نام جس کے پاس سوائے حضور کی محبّت کے اور کچھ بھی نہیں، اپنی جسمانی و روحانی کمزوریوں کے لئے خاص دعاؤں کا محتاج ہے۔

تین جلد کتابیں نذر کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

ایک "ظہور المسیح"۔ اس میں اکثر مخالف کتابوں کو پیشِ نظر رکھ کر وفاتِ مسیح کو ثابت کیا گیا ہے اور آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ کی تفسیر ہے جس میں یہ بات بھی ہے کہ لیستخلفنّھم کے اعداد ۱۳۰۵ ظاہر کرتے ہیں کہ تمام خلافتیں اس سن میں بروزی طور سے جمع ہونگی اور ل کے اعداد ۳۰ اگر خلافت خلفاء اربعہ کی مدت بتاتے ہیں تو ھُم کے خلافتِ آخرہ کے جو مطابق حدیث ہیں۔

دوسری کتاب "خُلقِ محمدی" ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کا سلیس نظم میں ذکر ہے۔

تیسری "الاستخلاف" ردِ شیعہ ہے صرف قرآن مجید سے، مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے طرز پر ہے۔

افسوس ان کی چھپوائی اچھی نہیں۔ مگر اس میں میرا قصور نہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

والسلام مع الاکرام

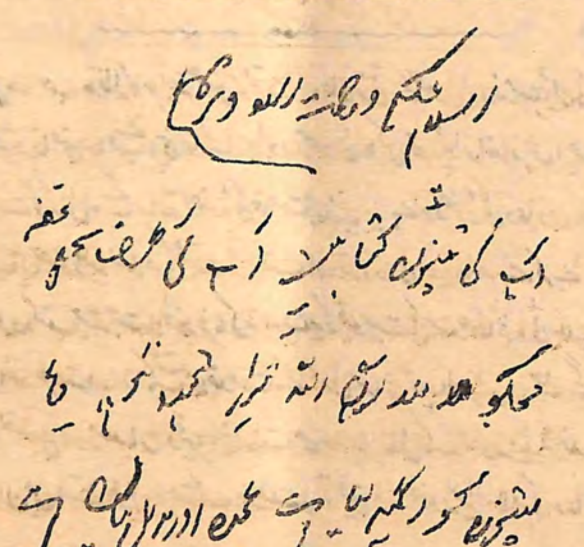
دعاؤں کا طالب

خادم خصوصاً

ناچیز محمد ظہور الدین اکمل عفی اللہ عنہ

دفتر بدر

## حضور علیہ السلام کے مکتوب گرامی کا عکس



خدا تعالیٰ جزائے خیر دے آمین آپ کو اس کی ہر ایک
موقع مناسب پر اشاعت کرنی چاہیئے تا دوہرا
ثواب ہو والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ

## مکتوب گرامی کی عبارت:-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کی تینوں[۳] کتابیں آپ کی طرف سے تحفہ مجھ کو ملا جزاکم اللہ خیراً - تھوڑا تھوڑا میں نے تینوں کو دیکھ لیا ہے - عمدہ اور مدلل بیان ہے - خدا تعالیٰ جزائے خیر دے آمین - آپ کو اس کی ہر ایک موقع مناسب پر اشاعت کرنی چاہیئے تا دوہرا ثواب ہو - والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

---

محترم قاضی اکمل صاحب مدظلہ کا عریضہ عشق و محبت، روحانی ترقی کے حصول اور خدمتِ دین کی تڑپ اور اسکے عملی اظہار کا آئینہ دار ہے - ایک طرف محترم قاضی صاحب نے اپنی خاکساری اور ہیچمدانی کا کس قدر پُراثر انداز میں اظہار کیا ہے اور پھر تعلقِ عشق ظاہر کرنیکے بعد اپنی ایک قلمی خدمت کو کمال ادب کے ساتھ حضور کی خدمت میں پیش کیا ہے اور حضور کی دعاؤں کے طفیل فائز المرام ہونے کی التجا کی ہے - اس کے جواب میں حضور علیہ السلام کی محبت و شفقت اور قدردانی کا یہ عالم ہے کہ بے انتہا مصروف ہونیکے باوجود محترم اکمل صاحب کی پیش کردہ کتب جستہ جستہ ملاحظہ فرما کر نہ صرف یہ کہ قبولیت کی سند عطا فرمائی بلکہ جزائے خیر کی دعا سے نوازکر وہ سرفرازی عطا کی کہ فی الواقعہ عرصۂ دراز تک قلمی خدمت کے انمول مواقع آپ کو ملتے ہی چلے گئے اور آپ نے بدر، ریویو آف ریلیجز اردو، تشحیذ الاذہان، الفضل اور مصباح وغیرہ اخبارات میں سالہا سال تک بطور ایڈیٹر خدمات بجالانے کا امتیازی شرف حاصل کیا قلمی میدان میں اتنے طویل عرصہ تک خدمت کی توفیق ملنا حضور علیہ السلام کی دعا کا ہی ثمرہ تھا۔

# ماہِ رمضان کی عظیم الشّان برکات

(مکرم پروفیسر بشارت الرّحمٰن صاحب ایم۔ اے)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رمضان کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ — یعنی رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے۔

پس رمضان المبارک کی برکات اور اس کی عظمت کا یہ ایک زبردست ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب یعنی قرآن مجید میں اس کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اس کی برکات سے حصہ پانے کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ — تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے وہ اس کے روزے رکھے۔

مندرجہ بالا دونوں آیاتِ کریمہ سے ظاہر ہے کہ رمضان المبارک کی سب سے بڑی اور اہم برکت روزہ ہے جو کہ ایک مومن لقاءِ الٰہی کے حصول کے لئے رکھتا ہے۔ نفسِ انسانی کو پاک اور مطہّر بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی عبادات مقرر کی ہیں اور اپنی جگہ ہر عبادت کی ایک مخصوص جزا ہے۔ روزہ رکھنے کی عبادت کا مقصد خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی لقاء کا حصول بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام حوائج سے پاک ہے جو انسان کے ساتھ فطری طور پر لگی ہوئی ہیں۔ روزہ کی حالت میں ایک خاص مدّت کے لئے انسان بھی ایک حد تک اللہ تعالیٰ کا تشابہ حاصل کرتا ہے یعنی وہ اپنی بعض فطری اور جائز خواہشات نیز لذّات و حوائج سے بھی ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور لقاءِ الٰہی کے لئے اپنے اندر ایک مناسبت پیدا کر لیتا ہے۔ اِس لئے روزہ کی جزاء خود اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ۔ روزہ (رکھنا) میرے (حصول کے) لئے ہے اور اس کی جزاء خود میں ہوا کرتا ہوں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جسمانی بھوک اور پیاس کا مزہ چکھنے سے ہمارا نفس کس طرح پاک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلّق کس طرح پیدا ہو جاتا ہے؟ قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قلبِ انسانی بہت سی آلودگیوں اور کثافتوں سے مکدّر ہوتا ہے اور اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی مصفّٰی شراب اُس میں ڈالی جائے۔ رضاءِ الٰہی اور محبتِ الٰہی کی مست کر دینے والی شراب کے نشے کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ قلبِ انسانی کو

ایک ظاہری آگ میں سے گذارا جائے تا اس کی اندرونی کثافتیں اور مَیل کچیل جل کر راکھ ہو جائیں۔ جنت کے حصول کے لئے ایک ظاہری جہنم میں سے گذرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے :-

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا۔ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔
(مریم ع ۵)

یعنی اے انسانو! تم میں سے ہر شخص اس آگ میں جانے والا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایسا پکا وعدہ ہے جو ہو کر رہے گا۔

اِسی طرح فرماتا ہے :-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ۔
(الاعراف ع ۵)

یعنی وہ لوگ جو ہمارے اُن احکام کو جھٹلاتے ہیں (جو اُن کی رُوح میں بالیدگی اور لطافت پیدا کرنے کے لئے انہیں دیئے گئے ہیں) یقیناً ان کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنّت میں داخل نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو جائے۔

اُونٹ کے سُوئی کے ناکے میں سے گذرنے سے مراد مومن کا اِسی دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاطر دُکھ اور تکلیف اُٹھا کر اپنے نفس کے شُتر بے مُہار میں اِس قسم کی بالیدگی اور لطافت پیدا کرنا ہے کہ وہ لقاءِ الٰہی کی باریک اور تنگ راہوں میں سے بآسانی گذر جائے اور اس کی تمام باطنی کثافتیں اِن تکالیف کی آگ میں جل کر راکھ ہو جائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ وایدہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کُندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

اِسی مضمون کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس طرح بیان فرمایا ہے کہ :-

"نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بُلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مُنہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔" (کشتی نوح)

یہ امر بالکل ظاہر و باہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے ضروری ہے کہ مومن تکالیف ظاہرہ اور مجاہدات کی آگ میں سے گذرے۔ اب یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تکالیف اور ابتلاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔

**اوّل** وہ ابتلاء جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر نازل کئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات یہ تکالیف ناقابلِ برداشت

بھی ہوتی ہیں۔ اِسی لئے اِس قسم کی ناقابلِ برداشت تکالیف سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ دعا سکھلائی ہے کہ:۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔ | اے ہمارے رب ہم پر وہ ابتلاء وارد نہ کر جس کی ہم تاب نہ لا سکیں۔

دوسری قسم کی تکالیف وہ ہیں جو مومن اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر از خود اپنے اُوپر وارد کرتا ہے۔ روزہ بھی اِن دوسری قسم کے مجاہدات میں سے ہے۔ بسا اوقات اِس قسم کے مجاہدات بجا لانے والے لوگوں کو بہت سے اوّل الذکر ابتلاؤں سے بچا لیا جاتا ہے۔

پس اگر ایک مومن کا مقصدِ زندگی اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہے تو مجاہدات لازمی ہیں۔ اور آسان ترین مجاہدات وہی ہیں جو ہم از خود خوشی سے اپنے اُوپر وارد کریں۔ پس اگر خدا تعالیٰ زندگی کا مطلوب و مقصود ہے تو روزہ کی تکلیف برداشت کرنا ذرا بھی مہنگا سودا نہیں۔ یہ تو وہ تکلیف ہے جس سے انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا مورد ہو جاتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ۔
(بخاری۔ کتاب الصوم)

مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔

اِسی طرح فرماتے ہیں:۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ (بخاری)

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں اور وہ ان دونوں سے خوشی حاصل کریگا۔ جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور پھر وہ اُس وقت بھی خوش ہوگا جب اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا اور اپنے روزہ کے بدلے میں خوش ہوگا۔

قرآن کریم میں روزہ رکھنے کا ایک مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ پس روزہ رکھنے سے ہمیں حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے جو کہ دین کا خلاصہ ہے اور جڑھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقویٰ کے متعلق اشعار رقم فرما رہے تھے تو آپؑ نے ایک مصرعہ یہ لکھا ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقاء ہے

معاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرا مصرعہ الہام ہوا کہ ؎

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

روزہ رکھنے سے تقویٰ اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ :-

ا- انسان کو اپنے غریب اور مفلس بھائیوں کی بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے اور اس طرح اُن کیلئے دل میں ہمدردی اور رحم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں - انسان کماحقہٗ دوسروں کی تکالیف کا اندازہ نہیں کرسکتا جب تک کہ ویسی ہی تکالیف میں سے خود نہ گزرے - پس اللہ تعالےٰ نے کمال حکمت سے ہر مومن کے لئے یہ سامان کر دیئے کہ وہ ایسی حالت میں سے گزرے کہ اُسے غرباء کی تکالیف کا کماحقہٗ احساس ہوجائے - اسی لئے رمضان کے ساتھ صدقات بھی لگا دیئے گئے ہیں ، لازمی صدقہ بھی جیسے صدقۃ الفطر اور طوعی صدقات بھی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو احادیث میں یہ مذکور ہے کہ رمضان کے ایام میں آپ اپنی جود و سخا میں ایک تیز چلنے والی آندھی سے بھی زیادہ تیز ہوتے تھے -

ب- پھر روزہ رکھنے سے اس طرح بھی تقویٰ حاصل ہوتا ہے کہ یہ سبق ہمارے ذہن نشین ہوجاتا ہے کہ رضاءِ الٰہی کے حصول کے لئے اپنی بعض جائز لذّات و خواہشات بھی چھوڑنی پڑتی ہیں - ناجائز لذّات و خواہشات کو ترک کرنا تو بدرجہ اولیٰ ضروری و لابدی ہے -

رمضان المبارک کی ایک برکت قبولیتِ دعا ہے - قرآن کریم میں رمضان اور اُس کے روزوں کا ذکر کرکے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ :-

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ - أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ - فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

یعنی اے رسول! جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تو جواب دیدے کہ میں اُن کے پاس ہی ہوں - جب مندرجہ بالا شرائط کو پورا کرنے والا روزہ دار مجھے پکارتا ہے تو میں اسکی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں - سو چاہیئے کہ وہ یعنی دعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر (خصوصاً میرے مجیب الدعوات ہونے پر) ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں -

رمضان کی ایک برکت نمازِ تہجد کی ادائیگی بھی ہے - سحری کے لئے ہر ایک اُٹھتا ہے اور کھانے سے پیشتر رات کی خاموش گھڑیوں میں وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے - ہاں اُس وقت وہ اپنے رب کو پکارتا ہے جب کہ بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ اپنے عرش سے ورلے یعنی نزدیک ترین آسمان پر آجاتا ہے - اور اپنے بندوں کو آواز دیتے ہوئے فرماتا ہے - هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ - کوئی ہے جو مغفرت کا طلبگار ہو؟ پھر پکارتا ہے - هَلْ مِنْ مُسْتَرْزِقٍ - کوئی ہے جو رزق کا طلبگار ہو؟ پھر کہتا ہے هَلْ مِنْ مُسْتَشْفٍ

کوئی ہے جو شفاء حاصل کرنا چاہتا ہو ؟

اللہ اللہ کیا سہانا وقت ہوتا ہے جب زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک اپنے فضلوں اور رحمتوں کے خزانوں کے منہ کھول دیتا ہے اور مانگنے والوں کو خود آوازیں دیکر بلاتا ہے کہ آؤ مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ رمضان کے مبارک مہینے میں ہمیں نماز تہجد کی مشق بھی کروائی جاتی ہے اور اس کی خاص قبولیت ہمیں نصیب ہوتی ہے۔

رمضان کی ایک عظیم الشان برکت لیلۃ القدر بھی ہے جو عموماً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ۔ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

ہم نے اِس قرآن کو ایک عظیم الشان تقدیر والی رات میں اُتارنا شروع کیا تھا۔ اور اے مخاطب تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ عظیم الشان رات جس میں تقدیریں اُترتی ہیں کیا شے ہے۔ یہ عظیم الشان تقدیر والی رات توہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ ہر قسم کے فرشتے اور کامل روح اس رات میں اپنے رب کے حکم سے تمام دینی و دنیوی امور کی بھلائیاں لے کر اُترتے ہیں۔ (پھر فرشتوں کے اُترنے کے بعد تو ) سلامتی (ہی سلامتی ہوتی) ہے اور یہ حال صبح کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔

دراصل یہ لیلۃ القدر قرآن کریم کے اُترنے کی سالگرہ منائی جاتی ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں کے منہ کھول دیتا ہے اپنی برکات میں یہ رات ہزار مہینوں پر بھی بھاری ہوتی ہے۔ مومن کے قلب پر سلامتیوں کے پیغام لیکر ملائکہ اور رُوح کامل اترتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آخری عشرہ میں پانچ طاق راتوں میں جو جاگتا رہے اور جو بھی دعا کرے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو مذہب ہی ایک کھیل بن جائے۔ لیلۃ القدر کا قلبی طور پر میسّر آنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے انسان کی سارے رمضان کی عبادات اور دعاؤں کا نچوڑ یہ ہوتا ہے کہ اُسے لیلۃ القدر میں خاص قلبی کیفیت میسّر آجائے۔ پھر یہ امر طالب کی اپنی تڑپ اور جستجو پر بھی منحصر ہوتا ہے۔ بہرحال اسلام کوئی جنتر منتر اور جادو کا مذہب نہیں کہ سارے سال میں پانچ راتیں جاگ کر انسان زندگی کا مقصد حاصل کرلے۔ ایسا خیال کرنیوالے سحر پسند ذہنیت کے مالک ہوتے ہیں اور جادوگر کے متعلق قرآن کریم ہی کہتا ہے کہ :-

وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰى

یعنی جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں سے بھی وہ آئے۔

لیکن اس جادو پسندی سے اجتناب کرتے ہوئے ہر مومن کو سچی تڑپ اور جستجو ہونی چاہیئے اور اسے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اُسے لیلۃ القدر میں خاص قلبی کیفیت میسر آجائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ یَقُمْ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ۔ (بخاری۔کتاب الایمان)

جو شخص لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے اُس کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک کی ایک برکت کثرتِ تلاوتِ قرآن کریم بھی ہے۔ نمازِ تہجد میں، دن رات کے اوقات میں اِن ایام میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کی جاتی ہے۔ نماز تراویح میں قرآن سُنا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت، ہاں کما حقہٗ، تلاوت کے ساتھ ہر ہر حرف کے بدلے میں مومن کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ ربوہ میں اور اِسی طرح مقامی جماعتوں کی مرکزی مساجد میں درس القرآن کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ ذکرِ الٰہی کی اِن مجالس میں شامل ہونے والے اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور افضال کے وارث ہوجاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک جگہ ذکرِ الٰہی کی مجلس ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ جو لوگ اِس مجلس میں شامل ہیں انکے نام نوٹ کر کے میرے سامنے پیش کرو کہ میں اُنکے لئے اپنی رحمتیں مقدر کر دوں۔ فرشتوں نے ایسا ہی کیا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِس مجلس میں تو فلاں فلاں اشخاص بھی تھے تم نے اُنکے نام کیوں نوٹ نہیں کئے۔ ملائکہ نے عرض کیا کہ وہ لوگ ذکرِ الٰہی سُننے کیلئے وہاں نہیں آئے تھے بلکہ چلتے چلتے یونہی وہاں کھڑے ہو گئے تھے اسلئے ہم نے ان کا نام نہیں لکھا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں نہیں ایسا نہ ہوگا۔ خواہ یہ لوگ ذکرِ الٰہی سُننے کے مقصد سے نہیں آئے تھے۔ خواہ یہ یونہی وہاں کھڑے ہو گئے تھے میں اُنکو بھی اپنی رحمتوں سے حصہ دونگا۔ ذکرِ الٰہی اور قرآن کریم کی مجالس قائم کرنیوالے لوگ تو وہ ہیں کہ انکے پاس بلا ارادہ بیٹھنے والا بھی میری رحمت سے محروم نہیں ہوتا اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ پس یہ کیا ہی عظیم برکت ہے اِس مبارک مہینے کی کہ اسمیں قرآن کریم کے درس کی مجلس منعقد ہوتی ہے جس میں بغیر ارادہ کے بیٹھنے والے بھی اگر رحمت سے حصہ پاتے ہیں تو بالارادہ اور ایمانًا و احتسابًا بیٹھنے والوں کو معلوم نہیں کس قدر عظیم افضال سے نوازا جاتا ہوگا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں وہ اپنے فضل و کرم سے رمضان المبارک کی تمام برکات سے کما حقہٗ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے ہمارے اقوال سب کے سب زبانِ حال سے ہوں نہ کہ زبانِ قال سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لیلۃ القدر میسر کر دے۔ یہ رمضان ختم ہونے نہ پائے کہ ہم نفسِ امّارہ اور شیطان کی غلامی سے ہمیشہ ہمیش کیلئے آزاد ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت کی کیف آور شراب ہمیں پلا دی جائے اور اس کی راہ میں ہمیں وہ جنون حاصل ہو جائے جو تمام فرزانگیوں کا منبع ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نہ آمد بسرم　　؎　　اے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی

اے کاش کہ ہم بھی جو مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کے غلام ہیں اس جنون سے لطف اندوز ہو جائیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر کہ تیری رحمت سے کوئی چیز بعید نہیں ÷

# اللہ تعالیٰ کے خاص مقرّب بندوں کی علامات

(مکرّم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم - اے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف لطیف "آسمانی فیصلہ" میں فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار عظیم الشان آسمانی تائیدوں کا کامل متّقیوں اور کامل مومنوں کے لئے وعدہ دیا ہے اور وہی کامل مومنوں کی شناخت کے لئے کامل علامتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اوّل یہ کہ مومن کامل کو خدا تعالیٰ سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں یعنی پیش از وقوع خوشخبریاں جو اُس کی مرادات یا اُس کے دوستوں کے مطلوبات ہیں اُس کو بتلائی جاتی ہیں۔

دوم یہ کہ مومنِ کامل پر ایسے امورِ غیبیہ کھلتے ہیں جو نہ صرف اُس کی ذات یا اُس کے واسطہ داروں سے متعلق ہوں۔ بلکہ جو کچھ دنیا میں قضاو قدر نازل ہونے والی ہے یا بعض دنیا کے افرادِ مشہودہ پر کچھ تغیّرات آنے والے ہیں ان سے برگزیدہ مومن کو اکثر اوقات خبر دی جاتی ہے۔

سوم یہ کہ مومنِ کامل کی اکثر دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور اکثر ان دعاؤں کی قبولیت کی پیش از وقت اطلاع بھی دی جاتی ہے۔

چہارم یہ کہ مومنِ کامل پر قرآن کریم کے دقائق و معارفِ جدیدہ و لطائف و خواصِ عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔

اِن چاروں علامتوں میں مومنِ کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے۔" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۳)

حضور علیہ السلام کی حیاتِ طیّبہ پر اِک نظر ڈالنے سے ہمیں اس امر کا یقین واثق ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم کی بیان فرمودہ یہ چاروں علامتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس زمانہ میں حضورؑ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ

پہلی علامت کہ

"مومنِ کامل کو خدا تعالیٰ سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں یعنی پیش از وقوع خوشخبریاں جو اس کی مرادات یا اس کے دوستوں کے مطلوبات ہیں اس کو بتلائی جاتی ہیں"

کے ثبوت میں "مُشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر مندرجہ ذیل شواہد و حقائق پیش کئے جاسکتے ہیں جو اس امر کے آئینہ دار ہیں کہ حضور علیہ السلام کو قربِ الٰہی کا ایک خاص مقام حاصل ہے۔

۱۔ حضور علیہ السلام کو جبکہ آپ لاہور میں تھے۔ ایک خواب کے ذریعہ بتایا گیا کہ آپ کے والد ماجد کی وفات کا وقت قریب ہے۔ آپ فوراً قادیان واپس تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرضِ زحیر میں مبتلا پایا۔ لیکن یہ امید ہرگز نہ تھی کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت ہو جائیں گے کیونکہ مرض کی شدت کم ہوگئی تھی اور وہ بڑے استقلال سے بیٹھے رہتے تھے۔ دوسرے دن شدتِ دوپہر کے وقت ہم سب عزیز ان کی خدمت میں حاضر تھے کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا کہ اس وقت تم ذرا آرام کرلو کیونکہ جون کا مہینہ تھا اور سخت گرمی پڑتی تھی۔ میں آرام کے لئے ایک چوبارہ میں چلا گیا اور ایک نوکر پیر دبانے لگا کہ اتنے میں تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا۔ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضا و قدر کا منبع ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا۔ اور مجھے سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پرسی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمہارا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائے گا۔" (کتاب البریہ صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۱)

چنانچہ آپ کے والد ماجد اسی روز غروبِ آفتاب کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پدری سایہ سر سے اُٹھ جانے کا شدید صدمہ تو ایک طبعی امر تھا مگر ساتھ ہی لوازمِ بشریت کے طور پر آپ کے دل میں ایک لمحہ کے لئے یہ خیال بھی گزرا کہ وہ آمدنی کے ذرائع جو حضرت والد صاحب سے وابستہ تھے اُن کے منقطع ہو جانے کے بعد نہ معلوم کیا کیا مشکلات پیش آئیں۔ اس خیال کا دل میں پیدا ہونا تھا کہ یکدم آپ کو یہ دوسرا الہام ہوا:۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

یعنی کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ حضورؑ فرماتے ہیں

"اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا پس مجھے اس خدائے عزّوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر دکھلایا کہ میرے خیال و گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اس کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں ان کا شمار کرسکوں۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۶۲-۱۶۳)

۲۔ ۱۸۸۳ء کا واقعہ ہے قادیان کے ایک ہندو لالہ ملاوامل تپ دق میں مبتلا تھے۔ مرض اپنی آخری منازل طے کر رہا تھا۔ زندگی سے مایوسی کے عالم میں وہ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بے قرار ہو کر رو پڑے اور حضورؑ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ اس کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"میرا دل اس کی عاجزانہ حالت پر پگھل گیا اور مَیں نے حضرتِ احدیت میں اس کے حق میں دُعا کی۔ چونکہ حضرتِ احدیت میں اس کی صحت مقدر تھی اس لئے دُعا کرنے کے ساتھ ہی الہام ہوا۔ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا۔ یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ تو سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ اُسی وقت اس ہندو اور نیز کئی اور ہندوؤں کو جو کہ اب تک اس قصبہ میں موجود ہیں اور اس جگہ کے باشندہ ہیں۔ اس الہام سے اطلاع دی گئی اور خدا پر کامل بھروسہ کر کے دعوے کیا گیا کہ وہ ہندو ضرور صحت پا جائے گا اور اس بیماری سے ہرگز نہیں مریگا۔ چنانچہ بعد اُس کے ایک ہفتہ نہیں گزرا ہوگا کہ ہندو مذکور اس جانگداز مرض سے بکلّی صحت پاگیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک"

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۲۲۷-۲۲۸۔ حاشیہ در حاشیہ)

لالہ ملاوامل اس کے بعد ایک لمبا عرصہ زندہ رہے اور تقسیم ملک کے بعد فوت ہوئے۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی تائید میں ایک مضمون رلیا رام وکیل امرتسر کو جو ایک مطبع کا مالک تھا بغرض طباعت بھیجا۔ اسی پیکیٹ میں حضور نے اس کے نام ایک خط بھی رکھ دیا۔ اس نے مخالفتِ مذہب کی وجہ سے برافروختہ ہو کے افسران بالا کے پاس رپورٹ کر دی کہ مرزا صاحب نے ڈاکخانہ کے قواعد کی یوں خلاف ورزی کی ہے کسی علیحدہ خط کا پیکیٹ میں رکھنا جرم تھا جس کی سزا پانچ سَو روپیہ تک جرمانہ یا چھ ماہ قید تھی مگر حضور کو اس کا علم نہ تھا۔

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو۔ رویا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے بھیجا ہے اور مَیں نے اُسے مچھلی کی طرح تل کر واپس کر دیا ہے۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۹۷)

وکلاء نے حضور کو مشورہ دیا کہ جھوٹ بولے بغیر بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ آپ کہدیجئے کہ مَیں نے اس پیکیٹ میں یہ خط نہیں رکھا۔ مگر حضورؑ اس کے لئے کسی قیمت پر بھی تیار نہیں تھے۔ مقدمہ ایک انگریز کی عدالت میں پیش ہوا۔ حاکم نے حضورؑ سے سوال کیا آپ نے یہ خط پیکیٹ میں رکھا تھا؟ حضورؑ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی خط ہے اور مَیں نے ہی اسے پیکیٹ میں رکھا تھا مگر مَیں نے یہ کام بدنیتی سے اور ڈاک خانہ کو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ مَیں اس خط کو بھی اس مضمون کا ایک حصہ ہی سمجھتا تھا۔ یہ بات سُنتے ہی انگریز کا دل حضورؑ کی طرف پھر گیا۔ ڈاک خانہ جات کا افسر جو انگریز تھا، اپنی تائید میں

لمبی لمبی تقریریں کرتا مگر انگریز حاکم ہر بار "نو" "نو" کہہ کر اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا۔ چنانچہ اس نے حضور کو اس الزام سے بری کر دیا۔ اس طرح وہ سانپ جو رلیا رام وکیل نے حضور کے کاٹنے کے لئے چھوڑا تھا ناکارہ ہو گیا۔ اور حضور کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

۴۔ ۱۸۹۷ء میں آپ پر قولنج کا سخت حملہ ہوا۔ بار بار حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ یہ تکلیف سولہ دن تک رہی۔ چنانچہ اس دوران میں آپ کے ورثاء مایوس ہو کر کئی بار سورہ یٰسین سنا چکے تھے۔ آپ کے رشتہ داروں نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ مگر شافی مطلق خدا نے الہاماً آپ کو یہ دعا سکھا دی کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور ساتھ ہی آپ کے دل میں یہ القاء ہوا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت ہو ہاتھ ڈال کر یہ کلمات طیبات پڑھیں اور اپنے سینہ، پشت سینہ، دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیریں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر یک دفعہ ان کلمات طیبات کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفاء دیکر ہم نے دکھلایا ہے تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفاء پیش کرو۔" (تریاق القلوب صفحہ ۳۷-۳۸)

---

## دوسری علامت

"یہ کہ مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھلتے ہیں جو نہ صرف اس کی ذات یا اس کے واسطہ داروں سے متعلق ہوں بلکہ جو کچھ دنیا میں قضا و قدر نازل ہونے والی ہے یا بعض دنیا کے افراد مشہورہ پر کچھ تغیرات آنے والے ہیں۔ ان سے برگزیدہ مومن کو اکثر اوقات خبر دی جاتی ہے۔"
کے ثبوت میں ذیل کے تین واقعات پیش کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے:-

۱۔ ۱۹۰۲ء میں حضور کو الہام ہوا:-

عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَمَقَامُهَا

یعنی عنقریب ایک تباہی آنے والی ہے جس میں سکونت کی عارضی جگہیں اور مستقل جگہیں دونوں ہی مٹ جائیں گی چنانچہ ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کو کانگڑہ میں ایک قیامت خیز زلزلہ آیا اور اس طرح خدا کی یہ بات پوری ہوگئی کہ عفت الدیار محلّھا ومقامھا۔

۲۔ حضورؑ نے ۲؍مارچ ۱۹۰۶ء کو ایک اشتہار "زلزلہ کی پیشگوئی" کے عنوان سے شائع فرمایا جس میں حضورؑ نے ایک اور موعودہ زلزلہ کی طرف اِن اشعار میں اشارہ فرمایا ؎

دن تو روشن تھا مگر ہے بڑھ گئی گرد و غبار ٭ آسماں پرشور ہے پر کچھ نہیں تم کو خبر
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار ٭ اِک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار ٭ آئے گا قہرِ خدا سے خلق پر اِک انقلاب

.. .. .. .. .. .. .. .. .. ..

سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شرابِ انجبار ٭ خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار ٭ مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشفی رنگ میں حضورؑ کو آنے والی جنگِ عظیم کا واضح نقشہ دکھا دیا گیا تھا جس کی کسی قدر تفصیل حضورؑ نے اِن اشعار میں بیان فرما دی ہے۔ یہاں تک کہ زارِ روس جو اُس زمانہ کا سب سے بڑا بادشاہ سمجھا جاتا تھا اُس کی حالتِ زار کا نقشہ بھی واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۳۔ ۳؍مئی ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا:۔

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

جو ۸؍نومبر ۱۹۳۳ء کو پورا ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امیر امان اللہ خان والیٔ افغانستان کے ظلم و ستم سے تنگ آکر جب حبیب اللہ عرف بچہ سقہ نے ۱۹۲۹ء میں عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تو جرنیل نادر خان جو بعض وجوہ کی بناء پر ۱۹۲۳ء میں یورپ چلے گئے تھے اور فرانس میں بیمار تھے، افغانستان کی تباہی و بربادی کو برداشت نہ کر سکے۔ بیماری کی حالت ہی میں کابل کے لئے روانہ ہو گئے۔ بے سروسامانی کے باوجود وہ بچہ سقہ کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔ افغانستان کے باشندوں نے انہیں اپنا بادشاہ بنانا منظور کر لیا۔ نادر خان نے تخت پر بیٹھتے ہی اعلان کر دیا کہ آئندہ انہیں نادر خان کی بجائے نادر شاہ کہا جائے حالانکہ اس سے قبل کابل کے حکمران امیر کہلاتے تھے، نہ کہ شاہ۔ اِس طرح نادر خان نادر شاہ بن گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" اِس طرح پورا ہوا کہ ۸؍نومبر ۱۹۳۳ء کو نادر شاہ اپنے محل دلکشا میں طالبعلموں میں انعامات تقسیم کر رہے تھے کہ اچانک ایک طالب علم نے اُن پر تین فائر کر دیئے۔ یکدم وہ

بزمِ طرب بزمِ عزا بن گئی اور لوگ بدحواس ہو کر بزبانِ حال یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ
"آہ نادر شاہ کہاں گیا"
اِس طرح خدا کے نوشتے آخر ۲۰ سال کے بعد پورے ہو گئے۔

---

## تیسری علامت

"یہ کہ مومنِ کامل کی اکثر دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور اکثر ان دُعاؤں کی قبولیت کی پیش از وقت اطلاع بھی دی جاتی ہے"

کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دو واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں:-

۱- یادگیر ریاست حیدر آباد دکن کے ایک طالب علم عبدالکریم نام قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے تھے ۱۹۰۶ء میں اُنہیں اتفاقاً ایک باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ علاج کے لئے کسولی بھجوا دیا گیا۔ چنانچہ رو بصحت ہونے پر وہ واپس قادیان آگئے۔ کچھ ایّام کے بعد دیوانگی کے آثار پھر ظاہر ہونے لگے۔ اِس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہم نے اس کو معالجہ کے لئے کسولی بھیج دیا۔ چند روز تک اس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا۔ پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دنوں کے گزرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہو گئی۔ تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بے قرار ہوا اور دُعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹے کے بعد مر جائے گا۔ ناچار اُس کو بورڈنگ سے نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیجدی اور پوچھا گیا کہ اِس حالت میں اُس کا کوئی علاج بھی ہے؟ اُس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہو گئی اور میرے دوستوں نے بھی اُس کے لئے دُعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا۔ کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابلِ رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک بُرے رنگ میں اُس کی موت شماتتِ اعداء کا باعث ہو گی۔ تب میرا دل اُس کے لئے سخت بے قراری میں مبتلا ہوا۔ اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مُردہ زندہ ہو جائے۔ غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا

تسلّط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مُردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رُخ کیا اور اُس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اُس کو پانی دیا گیا تو اُس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلّی صحت یاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہو گئی اس لئے نہیں تھی کہ خدا اُسے ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کُتّے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں پھر کوئی شخص ایسی حالت سے جانبر ہو سکے۔ اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر تھے انہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۶-۴۷)

اس واقعہ کے بعد عبدالکریم صاحب مذکور اٹھائیس سال تک زندہ رہے۔ آخر دسمبر ۱۹۳۴ء میں فوت ہوئے۔

۲۔ اور قبولیتِ دعا کا ایک اور معجزانہ واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارے مکرم خان صاحب محمد علی خان صاحب کا چھوٹا لڑکا عبدالرحیم سخت بیمار ہو گیا۔ چودہ روز تک ایک ہی تپ لازم حال رہا اور اس پر حواس میں فتور اور بیہوشی رہی۔ آخر نوبت احتراق تک پہنچ گئی۔ ..... حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کو ہر روز دُعا کے لئے توجہ دلائی جاتی تھی اور وہ کرتے تھے۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بڑی بے تابی سے عرض کی گئی کہ عبدالرحیم کی زندگی کے آثار اچھے نظر نہیں آتے۔ حضرتؑ تہجّد میں اس کے لئے دُعا کر رہے تھے کہ اتنے میں خدا کی طرف سے آپ پر کھلا:۔

"تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدّر ہے"

فرمایا جب خدا تعالیٰ کی یہ قہری وحی نازل ہوئی تو مجھ پر زیادہ حزن طاری ہوا۔ اُس وقت بے اختیار میرے مُنہ سے نکل گیا کہ یا الٰہی اگر یہ دُعا کا موقعہ نہیں تو مَیں شفاعت کرتا ہوں۔ اس پر معاً وحی نازل ہوئی:۔

يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

اس جلالی وحی سے میرا بدن کانپ گیا اور مجھ پر سخت خوف اور ہیبت طاری ہوئی کہ مَیں نے بلا اذن شفاعت کی ہے۔ ایک دو منٹ کے بعد پھر وحی ہوئی:۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْمُجَازُ

یعنی تجھے اجازت ہے۔ اس کے بعد حالاً بعد حالٍ عبد الرحیم کی صحت ترقی کرنے لگی اور اب ہر ایک جو دیکھتا اور پہچانتا تھا اُسے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے شکر سے بھر جاتا اور اعتراف کرتا کہ لاریب مُردہ زندہ ہوا ہے۔" (البدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

---

## چوتھی علامت

یہ ہے کہ "مومنِ کامل پر قرآن کریم کے دقائق و معارفِ جدیدہ و لطائف و خواصِ عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں"

جس کا شاہد مندرجہ ذیل واقعہ ہے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے خلاف "شمس الہدیٰ" ایک کتاب لکھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک آسان طریقِ فیصلہ کی طرف انہیں بلایا۔ وہ یہ تھا کہ:۔

"قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کے راستباز بندے ہیں ان کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے:۔

۱۔ ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق یعنی مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے اس لئے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت اُن سے صادر ہوتے ہیں جو حریفِ مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ آیت وَيَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا اس کی شاہد ہے۔

۲۔ ان کو علم معارفِ قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا۔ جیسا کہ آیت لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس کی شاہد ہے۔

۳۔ ان کی دُعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ آیت اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اس کی گواہ ہے۔

سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے۔ صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکالیں اور اس میں سے چالیس آیات یا ساری سورت (اگر چالیس آیات سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اوّل یہ دُعا کریں کہ یا الٰہی! ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اس کو تُو اس سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح و بلیغ عربی میں عین اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما اور رُوح القدس سے اس کی مدد کر۔ اور جو

# مصلح موعود کی شہرت زمین کے کناروں تک

## دنیا کے دُور دراز علاقوں میں شہرت کا ایک تازہ ثبوت

اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو ۱۸۸۶ء کے اوائل میں ایک اولوالعزم فرزند کی بشارت دیتے ہوئے اُس کی ایک علامت یہ بیان فرمائی تھی کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت حاصل کریں گی۔ بعد میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت پر آپ کو ہی وہ موعود فرزند یعنی مصلح موعود قرار دیا اور حسبِ پیشگوئی آپ کا نام **محمود** رکھا۔ چنانچہ دیگر علامتوں کے ساتھ ساتھ یہ علامت بھی آپ کے وجود میں نہایت شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی آرہی ہے۔ ہر دن جو طلوع ہوتا ہے وہ آپ کی کامیابی اور فتح وظفر مندی کے نئے نئے سامان ساتھ لاتا ہے اور دشمنانِ اسلام کے تنزّل کے اسباب چھوڑ جاتا ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور اس کی موعودہ نصرت کے نتیجہ میں آپ کے ذریعہ اسلام دنیا بھر میں پھیل رہا ہے اور قومیں روحانی اسیری سے رستگاری حاصل کرکے آپ سے برکت پارہی ہیں اور گواہی دے رہی ہیں کہ اسلام کو سربلند کر دکھانے کے تعلق میں آپ کی شہرت زمین کے کناروں تک پھیلتی چلی جارہی ہے۔

جیسا کہ ہم نے ابھی کہا ہے دنیا پر کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا جو آپ کی شہرت کا کوئی تازہ ثبوت فراہم نہ کرتا ہو ہم ایسے بے شمار ثبوتوں میں سے ایک تازہ ترین ثبوت یہاں پیش کرتے ہیں۔ انگلستان کے نہایت مؤقر جریدہ "ایسٹرن ورلڈ" میں مشہور یوگوسلاوی فاضل سٹینکو ایم۔ وُوجیکا (Stanko M. Vujika) کا ایک مبسوط مقالہ شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی تاریخ، حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دعاوی، آپ کے پیش کردہ صحیح اسلامی عقائد اور غلبۂ اسلام کی پیشگوئیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اِس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبردست قیادت اور عظیم صلاحیتوں کا ذکر کرتے ہوئے اسلام کو سربلند کرنے کے سلسلہ میں آپ کی عظیم الشان مساعی پر بھی روشنی ڈالی ہے اور آخر میں احمدیت کے روشن مستقبل کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

پروفیسر سٹینکو یوگوسلاویہ کے علاقے بوسنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے ویآنا اور ر انسبرگ کی یونیورسٹیوں

میں تعلیم پائی۔ ۱۹۴۷ء سے وہ امریکہ کی ریاست پنسلوانیہ میں ولکنز کالج (Wilkes College) میں شعبۂ فلسفہ و مذہب کے صدر ہیں۔ ۶۱-۱۹۶۰ء میں وہ مذاہبِ عالم کے تقابلی مطالعہ کی غرض سے "فلبرائٹ ریسرچ سکالر" کی حیثیت سے پاکستان آئے تھے۔ امریکی یونیورسٹی کے اس یوگوسلاوی پروفیسر نے امریکہ واپس جاکر ایک مبسوط مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے "The Ahmadiyya Movement in Islam" یہ مقالہ بھی جو "ایسٹرن ورلڈ" کے شمارہ بابت دسمبر ۱۹۶۱ء میں صفحات ۱۶ تا ۲۰ پر شائع ہوا ہے، اس امر پر دال ہے کہ خدا تعالےٰ کس طرح اپنے وعدہ کے عین مطابق مصلح موعود کی شہرت کو زمین کے کناروں تک پہنچا رہا ہے اور دُنیا کے اہلِ علم اور نامور اخبارات وجرائد آپ کے کارناموں کا تذکرہ کرنے پر مجبور ہیں۔ اس انگریزی مقالہ کے بعض ضروری حصّوں کا ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ پروفیسر سٹینکو رقمطراز ہیں:۔

"قادیان گروپ کو آج بھی اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تقسیم برصغیر کے بعد سے ربوہ اس گروپ کا (ثانوی) مرکز ہے جو مغربی پاکستان میں واقع ہے۔ اس گروپ کی قیادت ۱۹۱۴ء سے بانی سلسلہ احمدیہ کے فرزند مرزا بشیر الدین (محمود احمد) کے ہاتھ میں ہے۔ بالعموم آپکے پیرو آپ کو احتراماً "حضرت صاحب" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ ہمیشہ ہی سے ایک اولوالعزم لیڈر اور زرخیز دماغ مصنّف واقع ہوئے ہیں۔ اپنے والد کی طرح آپ کو بھی دعویٰ ہے کہ آپ تعلق باللہ کے ایک خاص مقام پر فائز ہیں مثال کے طور پر آپ نے ایک جگہ اپنے متعلق ذیل کی عبارت لکھی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جو کچھ لکھا ہے سنجیدگی اور اخلاص کے ساتھ لکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو میرے ذریعہ سے دنیا بھر میں پھیلا دیا.... اور بیسیوں موقعوں پر اپنے تازہ کلام سے مجھے مشرف فرمایا.... دنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اٹھاتا ہو اور اُس کا جواب خدا تعالیٰ مجھے قرآنِ کریم سے ہی نہ سمجھا دیتا ہو" (دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی)

"....ربوہ میں سب سے زیادہ سرگرمی کا مظاہرہ بیرونی مشنوں کو کنٹرول کرنیوالے دفتر (وکالت تبشیر) میں دیکھنے میں آتا ہے۔ احمدیوں نے اپنے آپکو اسلام کے پیغام کو دُنیا بھر میں پھیلانے کے مقصد کے لئے دل وجان کے ساتھ وقف کر رکھا ہے۔ اسلام کی اشاعت کو وہ ہر مسلمان کا بنیادی فرض تصوّر کرتے ہیں۔ ربوہ میں باقاعدہ ایک مشنری کالج (جامعہ احمدیہ) ہے جو بیرونی ممالک کے لئے مبلّغین تیار کرتا ہے اور اسی طرح بیرونی ممالک سے آنے والے نومسلموں کو اسلامی علوم سے بہرہ ور کرتا ہے۔ بیرونی مشنوں کو کنٹرول کرنے والا دفتر نشر واشاعت کے میدان میں بھی انتہائی طور پر سرگرم واقع ہُوا ہے۔ انگریزی ماہنامہ "دی ریویو آف ریلیجنز" کے علاوہ جسے اُس کے باقاعدہ اور مستقل آرگن کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اس قدر کثیر تعداد میں کتابیں،

چھوٹے چھوٹے رسالے اور پمفلٹ شائع کرتا ہے کہ جنہیں دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ یہ تمام لٹریچر اسلامی دنیا اور غیر اسلامی دنیا دونوں کے نقطۂ نظر سے شائع کیا جاتا ہے اور مقصد اس کی اشاعت سے یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو احمدیت کا حلقہ بگوش بنایا جائے۔

"احمدیوں کا یہ مطمح نظر کہ وہ مغرب کی عیسائی دنیا کو اپنے مخصوص اسلام کا حلقہ بگوش بنا کر ہی دم لیں گے بظاہر ایک دیوانے کی بڑ نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی تنظیم جس کا مرکز پاکستان میں ہے اور جو اپنے محدود وسائل سے کام لے کر مغرب کے متموّل اور ذی ثروت ممالک میں تبلیغ اسلام کی انتہائی گراں بار ذمہ داری کو نبھانے میں کوشاں ہے۔ اس کی اس قسم کی توقعات بظاہر مایوس کن دکھائی دیتی ہیں بایں ہمہ یہ اس زبردست یقین اور جذبہ و جوش کی آئینہ دار ضرور ہیں جس سے یہ لوگ مالا مال ہیں۔ اس مقصد کے حصول میں ابھی انہیں ایک معتدل حد تک کامیابی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ دنیا کے مختلف حصوں میں ان کے تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ امریکہ کے علاوہ یورپ میں بھی انگلستان، فرانس، اٹلی، سپین، ہالینڈ، جرمنی، ناروے اور سویڈن میں ان کے باقاعدہ مشن ہیں۔ جنوبی امریکہ کے ممالک میں سے یہ لوگ ٹرینیڈاڈ، برازیل اور کاسٹاریکا میں موجود ہیں۔ اسی طرح ایشیائی ممالک میں سے سیلون، برما، ملایا، فلپائن، انڈونیشیا، ایران، عراق اور شام میں بھی ان کے مبلغ مصروف کار ہیں۔ افریقی ممالک میں سے مصر، زنجبار، نٹال، سیرالیون، گھانا، نائیجیریا، مراکش اور ماریشس میں بھی ان کی جماعتیں قائم ہیں۔

"سیرالیون کی نئی جمہوریہ مغربی افریقہ میں احمدیہ تحریک کے لئے ایک منتخب خطہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنے پاکستانی مرکز کی راہنمائی میں اس تحریک نے اس چھوٹی سی مملکت کے اندر خاصا اثر و نفوذ حاصل کر لیا ہے۔

".....احمدیت اپنے آپ کو زمانہ جدید کی ایک اسلامی تحریک کے طور پر پیش کرتی ہے اور اس امر کی دعویدار ہے کہ وہ دنیا کے ہر حصہ میں نبرد آزما ہوتے ہوئے اسلام کے ایک نئے علمبردار کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ فیصلہ کرنا کہ اب تک اس تحریک میں کتنے لوگ داخل ہو چکے ہیں مشکل ہے تاہم احمدیوں کے اپنے اندازہ کے مطابق پاکستان اور ہندوستان میں ہی ان کی تعداد پانچ لاکھ سے زیادہ ہے۔

"پاکستان میں میں نے اس جماعت میں بیسیوں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ذہین لوگ دیکھے۔

اسی طرح کامیاب تاجروں کی ایک خاصی تعداد بھی مجھے ان میں نظر آئی ..... ان کی طاقت کا راز یہ حقیقت ہے کہ یہ لوگ ایک نہایت ہی گھُلی ملی، منظم و مربوط جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں عزم و ارادہ، للّٰہیت، اور یقین کا ایک غیر معمولی جذبہ پایا جاتا ہے۔ اس بارہ میں کم از کم میرا ذاتی تجربہ یہی ہے۔ ایک دن پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں مجھے احمدیت سے متعلق ایک کتاب تلاش کرنے میں دقّت پیش آرہی تھی، وہاں اُس وقت دس یا پندرہ طالب علم بھی تھے۔ لائبریرین سے میری گفتگو شاید اُن کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ اُن میں سے تین طالب علم یکدم آگے بڑھے اور میری مدد کے لئے میرے پاس آن موجود ہوئے۔ اُن سے پتہ چلا کہ وہ احمدی ہیں۔ انہوں نے بلا توقف میرا رابطہ اپنے بعض ایسے آدمیوں سے قائم کرادیا جنہیں مَیں نے اپنی مدد کے لئے حد سے زیادہ مستعد پایا۔ مجھے جو کچھ درکار تھا وہ مہیّا کرنے کے لئے تیار تھے۔ ہوٹلوں میں، ریلوے اسٹیشنوں پر، حتّٰی کہ کرکٹ کے میدانوں میں بھی۔ الغرض جہاں کہیں مَیں گیا کوئی نہ کوئی احمدی مجھے ملتا رہا۔ مذہبی یکجہتی و یکرنگی کا یہ جذبہ ہی ہے جو احمدیوں کو مسلم سوسائٹیوں میں نمایاں کر دیتا ہے۔ وہ یقیناً اپنی تعداد کی نسبت سے کہیں بڑھ کر اثر پیدا کر دکھاتے ہیں .....

" ایک مذہبی فرقے کے لئے بلحاظ تعداد اُس کے افراد کا کم ہونا یا اُس کے معتقدات کی مخصوص نوعیت جو دوسروں کے لئے پورے طور پر قابلِ فہم نہ ہو نقصان کا موجب نہیں ہوا کرتی۔ ایسے فرقے صدیوں تک زمانے کے حالات سے نبرد آزما رہنے کے انداز سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ مذاہب کی تاریخ ایسے چھوٹے چھوٹے فرقوں کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے زمانے کے اُتار چڑھاؤ اور اکثریت کے دباؤ کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی ہستی کو برقرار رکھا۔ اِس بات کا امکان ہے کہ احمدیت بھی مستقبل میں اسی طرح نمایاں طور پر پھلے پھُولے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ اسلامی دنیا مغرب کی لادینی ثقافت کے زیرِ اثر آجانے کے باعث اِدھر اُدھر بھٹک رہی ہے احمدیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کی تحریک اسلام کو اِس طور سے پیش کرتی ہے کہ جو دنیائے جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ پھر وہ اسلام کی آخری فتح کے بارہ میں نہایت درجہ پُر اعتماد ہیں۔ ایسی صورت میں احمدیت اُن نئی نسلوں کے لئے دلکش اور جاذبِ نظر ثابت ہو سکتی ہے جو اصلاحِ حال کے پیشِ نظر نئے اندازِ فکر کی تلاش میں سرگرداں ہیں"۔

(بشکریہ ماہنامہ الفرقان ... فروری ۶۲ء)

# "انصار اللہ" کے ایک قلمی معاون کی المناک وفات

## اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یہ سانحہ بہت المناک اور درد انگیز ہے کہ ماہنامہ "انصار اللہ" کے قلمی معاون جناب شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی جو ایک فاضل مترجم اور لائق ادیب کی حیثیت سے ملک گیر شہرت کے مالک تھے مؤرخہ ۹ رجنوری ۱۹۶۲ء کو عالمِ جوانی میں ہی بعمر ۳۳ سال وفات پا گئے۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم جامعہ احمدیہ ربوہ کے مایۂ ناز فارغ التحصیل تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے اِس مقدس و مبارک اور بلند پایہ علمی درس گاہ سے جو فیض حاصل کیا تھا اُس کی بدولت آپ نے قوم و ملک کی وہ خدمت سر انجام دی کہ ملک کے تمام علمی اور ادبی حلقوں نے یک زبان ہو کر آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ آپ نے چند سال کے اندر اندر اسلامی تاریخ و سوانح پر بیسیوں عربی کتب کا اِس خوبی سے اُردو میں ترجمہ کیا کہ ترجمہ میں تصنیف کا رنگ پیدا کر دکھایا۔ پھر آپ نے ترجمہ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ جگہ جگہ بیش قیمت حواشی میں نظریاتی اور واقعاتی اغلاط کی نشاندہی کر کے ان کی اصلاح فرمائی۔ اِس طرح اُن کی اَن تھک محنت اور فنِ ترجمہ میں خاص مہارت کی بدولت جدید عربی لٹریچر کا ایک حصہ اردو میں منتقل ہوا۔ در اصل یہ بے انداز محنت ہی آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔

علمی و ادبی صلاحیتوں کے علاوہ مرحوم بہت سی خوبیوں اور اوصاف کے مالک تھے۔ بہت مرنجاں مرنج طبیعت پائی تھی۔ نیک فطرت لیکر پیدا ہوئے تھے اور شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ والدین کی اطاعت اور خدمت میں تو گویا ایک نمونہ تھے۔ الغرض بہت نیک، صالح اور مخلص نوجوان تھے۔ تالیف و تصنیف میں بے حد مصروف رہنے کے باوجود خدمتِ سلسلہ کو ہمیشہ اِک فضلِ الٰہی جانا۔ چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے ایک سر گرم رُکن کی حیثیت سے بہت قابلِ قدر خدمات سر انجام دیں۔ آپ نے نوجوانوں کے لئے علمی ذوق، محنت اور خدمت کا بہت اچھا نمونہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔

ادارۂ "انصار اللہ" اِس جانکاہ صدمہ پر مرحوم کے والد بزرگوار محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی اور والدہ صاحبہ محترمہ اور اہلیہ صاحبہ کی خدمت میں گہری ہمدردی اور دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے خاص مقامِ قُرب سے نوازے۔ آمین ☆

بچوں کا صفحہ

# آج سے ۷۶ سال پہلے کی بات

آج سے ۷۶ سال پہلے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک عظیم الشان بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا کہ یہ بیٹا بہت عظمت اور شان والا ہوگا اور اسلام کو ساری دنیا میں پھیلا دے گا۔ حضورؑ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کو یہ پیشگوئی شائع فرما کر اسے سارے ملک میں پھیلا دیا۔ یہ پیشگوئی مصلح موعود کی پیشگوئی کہلاتی ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے۔ آپ بڑے ہو کر ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے امام اور خلیفہ بنے۔ اُس وقت سے آپ کے ذریعے اسلام ساری دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا میں ہر جگہ لوگ آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ایک دن آئے گا اور ضرور آئے گا کہ ساری دُنیا مسلمان ہو جائے گی۔

یوں تو پیشگوئی مصلح موعود کا تعلق ساری دنیا سے ہے لیکن احمدی بچوں کے ساتھ اس کا خاص تعلق ہے۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں ایک بہت بڑی شان والے بچے کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ وہ بچہ پیدا ہوا، پلا بڑھا، پھلا پھولا اور بہت عظیم الشان انسان بنا۔ وہ عظیم الشان انسان ہی آج ہم سب احمدیوں کا آقا اور امام ہے۔ ہم کو ایسے عظیم الشان امام کے پیرو ہونے پر فخر ہے۔ احمدی بچوں کا فرض ہے کہ وہ اُس عظیم الشان بچے کے جو آج سے ۷۳ سال پہلے پیدا ہوا تھا سچے پیرو بنیں۔ جو خوبیاں اُس بچے نے اپنے اندر پیدا کیں اور اسلام کی خدمت کا جو عظیم الشان کام اُس بچے نے بڑے ہو کر انجام دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی انجام دے رہا ہے وہی خوبیاں وہ اپنے اندر پیدا کریں۔ تاکہ بڑے ہو کر وہ بھی اسلام کی خدمت کر سکیں۔ اور اسلام کو ساری دُنیا میں پھیلا سکیں۔

احمدی بچوں کو چاہیئے کہ وہ نیک بنیں اور اسلام کی خدمت کا ابھی سے عہد کر لیں۔ اگر وہ برائیوں سے بچیں گے اور نیک بننے کی کوشش کریں گے تو خدا اُن کو بھی اسلام کا سچا خدمت گذار بنا دے گا۔ حضرت مصلح موعود کی طرح ساری دُنیا میں اُن کی شہرت بھی پھیل جائے گی۔ اور قیامت تک لوگ اُن کے کارناموں پر فخر کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سب احمدی بچوں کو نیک بننے اور ابھی سے اسلام کی خدمت کا عہد باندھنے اور پھر بڑے ہو کر اُس عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ نیک بھی ہوں اور اسلام کے خدمتگذار بھی۔ آمین *

# مجالس انصار اللہ کیلئے ہدایات

## برائے ۱۹۶۲ء

## قیادتِ عمومی :-

(۱) جن مجالس میں ابھی تک آئندہ تین سال یعنی ۳۱ دسمبر ۱۹۶۴ء تک کے لئے زعیم / زعیم اعلیٰ کا انتخاب نہیں ہوا ان کے زعماء / زعماء اعلیٰ فوراً مقامی امیر صاحب / صدر صاحب سے مل کر انتخاب کا انتظام کروائیں اور ان سے صدرِ محترم کی خدمت میں رپورٹ بھجوائیں۔

(۲) ضلعوں کے صدر مقامات کے زعماء / زعماء اعلیٰ مقامی امیر صاحب / صدر صاحب سے حسبِ قواعد آئندہ تین سال کے لئے ناظم ضلع کے انتخاب میں تعاون کریں۔

(۳) ہر ماہ کی ۵ تاریخ تک گزشتہ ماہ کی رپورٹ کارگزاری مرکز میں پہنچ جانی چاہیئے۔

(۴) سالانہ اجتماع انصار اللہ میں نہ صرف نمائندگانِ شوریٰ تشریف لائیں بلکہ دیگر اراکینِ مجلس انصار اللہ بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس میں شرکت فرما کر اس کی برکات سے متمتع ہونے کی کوشش فرمائیں۔ زعماء / زعماء اعلیٰ اصحاب اجتماع میں شمولیت کے لئے احباب کو تحریک فرماتے رہیں۔

(۵) ناظمینِ اضلاع و ناظمین اعلیٰ علاقہ اپنے حلقہ میں سالانہ تربیتی اجتماع کے انعقاد کا اہتمام فرمائیں۔ تاریخوں کی منظوری ایک ماہ قبل صدرِ محترم سے حاصل کرنا ہوگی تا پروگرام مرتب کرنے میں آسانی رہے۔ ان اجتماعات میں انشاء اللہ مرکزی نمائندگان بھی شریک ہونگے۔

## قیادتِ مال :-

(قائد مال :- مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب)

(۱) بجٹ فارم اگر اس وقت تک بھجوائے نہیں جا سکے تو بعد تکمیل از راہِ کرم جلد واپس بھجوا دیئے جائیں۔

(۲) کوشش کی جائے کہ ہر رکن مجلس انصار اللہ سے باقاعدہ ہر ماہ چندہ جات انصار اللہ وصول کئے جائیں۔ شرح درج ذیل ہے :-

| | |
|---|---|
| چندہ مجلس | نیا نصف پیسہ فی روپیہ یعنی ۱۰۰ روپے ماہانہ آمد پر ۵۰ نئے پیسے۔ کم از کم ۲۵ پیسے ہوا فی رکن |
| چندہ اجتماع | ایک روپیہ سالانہ فی رکن۔ |
| چندہ اشاعت لٹریچر | " " " |
| چندہ تعمیر دفتر | حسب توفیق |

(نوٹ) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے سالِ رواں کے لئے منظور شدہ بجٹ درجِ ذیل ہے :-

| | |
|---|---|
| چندہ مجلس | ۲۰,۰۰۰ |
| چندہ تعمیر دفتر | ۵,۰۰۰ |
| چندہ سالانہ اجتماع | ۴,۰۰۰ |
| چندہ اشاعت لٹریچر | ۴,۰۰۰ |
| میزان | ۳۳,۰۰۰ |

## قیادت اصلاح وارشاد :- (قائد اصلاح وارشاد۔ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری)

(۱) ہر رکن مجلس کو تحریک کی جائے کہ سال میں کم از کم ایک شخص کی اصلاح کر کے اسے اسلامی انوار کا گرویدہ بنائے۔

(۲) انصار اللہ کو قلمی جہاد اور مضمون نویسی کی طرف توجہ دلائی جاتی رہے۔

(۳) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو کی ایک ایک کاپی مرکز میں بھجوائی جائے اور ایک کاپی مقامی مجلس میں محفوظ رکھی جائے۔ نیز مختصر طور پر اُن کے حالات اُن سے لکھوا کر مرکز میں بھجوائے جائیں۔

(۴) ہر رکن سال میں کم از کم ایک ہفتہ اصلاح وارشاد کے لئے وقف کرے۔

(۵) مجالس انصار اللہ سرگودھا۔ لائل پور۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ گجرات اور کراچی اپنے ہاں گردو پیش کی مجالس کا سالانہ اجلاس منعقد کریں۔ دیگر مجالس کو بھی مرکز کی منظوری سے اس قسم کے اجلاس منعقد کرنے چاہئیں۔ ان میں مرکزی عہدہ دار بھی انشاء اللہ شریک ہوتے رہیں گے۔

(۶) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت مطبوعہ صہ ۳۲ "راہِ ہدیٰ" کی تعمیل میں ہر مجلس مرکزی ہدایات کے مطابق ایک ہفتہ منائے۔ (نوٹ:۔ "راہِ ہدیٰ" کا ایک نسخہ مرکز سے طلب فرمائیے)

(۷) انصار اللہ کو تحریک جدید اور وقفِ جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دی جائے۔

## قیادتِ تربیت :- (قائد تربیت:۔ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس)

(۱) ہر رکن انصار اللہ کو نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔

(۲) ظاہری شعائرِ اسلام کی پابندی کی تلقین کی جائے۔

(۳) تمباکو نوشی و تمباکو خوری سے اجتناب کی ترغیب دی جائے

(۴) اسلامی اخلاق بالخصوص راست گفتاری۔ سچی شہادت اور مظلوم کی حمایت پر زور دیا جائے اور لغو باتوں سے اجتناب کی تلقین کی جائے۔

(۵) جماعت میں اطاعت کی روح کو ترقی دی جائے اور تخریبی اور ناجائز نکتہ چینی کے خلاف ماحول پیدا کیا جائے۔

(خاکسار محبوب عالم خالد۔ قائد عمومی مجلس مرکزیہ)

(باقی آئندہ)

# «جب تک پورا تقویٰ نہ اختیار کرو گے ہرگز نہ بچو گے»

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''میں پھر جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ تم لوگ ان کی مخالفتوں سے غرض نہ رکھو۔ تقویٰ طہارت میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوگا اور ان لوگوں سے وہ خود سمجھ لیوے گا۔ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللہ مع الذین اتقو والذین ھم محسنون اور خوب یاد رکھو کہ اگر تقویٰ اختیار نہ کرو گے اور اس نیکی سے جسے خدا چاہتا ہے کثیر حصہ نہ لو گے تو اللہ تعالیٰ سب سے اول تم کو ہی ہلاک کرے گا کیونکہ تم نے ایک سچائی کو مانا اور پھر عملی طور سے اس کے منکر ہوتے ہو۔ اس بات پر ہرگز بھروسہ نہ کرو اور مغرور مت ہو کہ بیعت کرلی۔ جب تک پورا تقویٰ نہ اختیار کرو گے ہرگز نہ بچو گے۔ خدا کا کسی سے رشتہ نہیں۔ نہ اس کو کسی کی رعایت منظور ہے۔ جو ہمارے مخالف ہیں وہ بھی اسی کی پیدائش ہیں اور تم بھی اسی کی مخلوق ہو۔ صرف اعتقادی بات ہرگز کام نہ آوے گی جب تک تمہارا قول اور فعل ایک نہ ہو۔....... خدا چاہتا ہے کہ عملی راستی دکھاؤ تا کہ وہ تمہارے ساتھ ہو۔ رحم، اخلاق، احسان، اعمال حسنہ، ہمدردی اور فروتنی میں اگر کمی رکھو گے تو مجھے معلوم ہے اور بار بار میں بتلا چکا ہوں کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب ان کی امت نے خدا کے حکموں کی قدر نہ کی تو باوجودیکہ موسیٰ ان میں موجود تھا مگر پھر بھی بجلی سے ہلاک کئے گئے۔ پس اگر تم بھی ویسا کرو۔ تو میری موجودگی کچھ کام نہ آویگی،،

(تقریر ۲۱ اگست ۱۹۰۴ء بمقام لاہور)
(تقریروں کا مجموعہ صفحہ ۱۶)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔